ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
25
www.tanzeem.org
24 تا 30 رمضان المبارک 1438ھ/20 تا 26 جون 2017ء

عید الفطر: روحانی رفعتوں پر شکریہ کا موقع

اسلام نے مسلمانوں کو جہاں اور بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا ہے، وہاں سال میں دو پُرمسرت تقریبات عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی نوازا ہے۔ دونوں عیدیں رب ذوالجلال کی شان جلال و جمال کی مظہر ہیں۔

عید الفطر، رمضان المبارک میں حاصل ہونے والی روحانی رفعتوں اور ملکوتی عظمتوں کے شکریہ کا بہترین موقع ہے۔ ایک مومن کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوسکتی ہے کہ یہ روز انعام الٰہی حاصل کرنے کا دن ہے۔ اس پر جس قدر خوشی منائی جائے، کم ہے۔

دنیا کی ہر قوم تہوار مناتی ہے، مگر اسلام اور دوسرے ادیان کے تہوار میں ایک بنیادی فرق ہے۔ غیر اسلامی تہواروں میں لہو ولعب، فواحش و منکرات اور سوقیانہ مشاغل کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ وہاں تقویٰ، طہارت اور روحانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہاں تو ہیجان انگیز مناظر ہوتے ہیں اور نفس کی خوشنودی مطمح نظر ہوتی ہے۔

دنیا کی دوسری اقوام کے برعکس ملت اسلامیہ کے تہوار محض جسمانی یا مادی خوشیوں پر مبنی نہیں بلکہ روح اور جسم دونوں کی لطافتوں کا حسین مرقع ہیں۔ مگر آج کل اکثر مسلمان اپنے تہواروں کے آداب سے ناآشنا، محض جسمانی لذتوں کے لیے بے تحاشا کھانے، اِدھر اُدھر گھومنے یا فلم بینی میں وقت صرف کرتے ہیں۔ یہ لوگ عید کی اصل لذتوں سے یکسر محروم رہتے ہیں۔ اس لیے کہ حقیقی مسرتیں تو جسم و روح کے پاکیزہ امتزاج سے ہی حاصل ہوسکتی ہیں۔

پروفیسر مولانا خلیل احمد

اس شمارے میں
فضائے بدر پیدا کر......
روزے کے احکام
مطالعۂ کلام اقبال
رمضان کی فضیلت اور اہمیت، قطر اور عرب کشمکش
سحر جنہیں نگل گئی......
عید کے دن کے مسائل و احکام
رمضان کا آخری عشرہ: جہنم سے نجات
لیلۃ القدر اور پاکستان

حضرت مریمؑ کو تسلی

سُورۃُ مَریَم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 25 تا 28

وَهُزِّیۡۤ اِلَیۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ تُسٰقِطۡ عَلَیۡكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیۡ وَاشۡرَبِیۡ وَقَرِّیۡ عَیۡنًا ۚ فَاِمَّا
تَرَیِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوۡلِیۡۤ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا ﴿۲۶﴾ۚ
فَاَتَتۡ بِهٖ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهٗ ؕ قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ مَا كَانَ اَبُوۡكِ
امۡرَاَ سَوۡءٍ وَّمَا كَانَتۡ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾ۖ

آیت ۲۵ ﴿وَهُزِّیۡۤ اِلَیۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ تُسٰقِطۡ عَلَیۡكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾﴾ ’’اور آپ اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلایئے‘ آپ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔‘‘

آیت ۲۶ ﴿فَكُلِیۡ وَاشۡرَبِیۡ وَقَرِّیۡ عَیۡنًا ۚ﴾ ’’پس آپ کھایئے اور پیجیے اور (اپنی) آنکھیں ٹھنڈی کیجیے!‘‘

حضرت مریم سلامٌ علیہا نے یہ تمام معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ بچہ بھی بول پڑا‘ چشمہ بھی جاری ہو گیا‘ اور کھجور کے سوکھے تنے کو ہلانے سے تازہ پکی ہوئی کھجوریں بھی ان کے سامنے آن گریں۔

﴿فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوۡلِیۡۤ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا ﴿۲۶﴾﴾ ’’اور اگر آپ دیکھیں کسی آدمی کو (اور وہ آپ سے پوچھے) تو اس سے (اشارے سے) کہہ دیں کہ میں نے نذر مانی ہے رحمٰن کے لیے روزے کی‘ لہٰذا میں بات نہیں کروں گی آج کسی انسان سے۔‘‘

ان کی شریعت میں روزے کی حالت میں کھانے پینے کی پابندی کے علاوہ بات چیت کرنے پر بھی پابندی تھی۔

آیت ۲۷ ﴿فَاَتَتۡ بِهٖ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهٗ ؕ﴾ ’’پھر وہ لے آئی اس کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس۔‘‘

حضرت مریم بڑے حوصلے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے نومولود بچے کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کی طرف آ گئیں۔ بچے کی گفتگو والا معجزہ دیکھ لینے کے بعد آپ کو تسلی تھی کہ وہ خود ہی لوگوں کے سوالات کے جواب دے گا۔

﴿قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾﴾ ’’لوگوں نے کہا: اے مریم! یقیناً تم ایک طوفان گھڑ لائی ہو۔‘‘

ان کو دیکھتے ہی قوم والوں نے طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیں کہ تم نے یہ کیا غضب کیا!

آیت ۲۸ ﴿یٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ مَا كَانَ اَبُوۡكِ امۡرَاَ سَوۡءٍ وَّمَا كَانَتۡ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾﴾ ’’اے ہارون کی بہن! نہ تو تمہارا والد برا آدمی تھا اور نہ ہی تمہاری والدہ بدکار تھی۔‘‘

حضرت مریمؑ کو ہارون کی بہن اس لیے کہا کہ وہ ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھی۔ قوم والوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ تیرے ماں باپ اور خاندان والے ہمیشہ سے نیک رہے ہیں۔ تجھ میں یہ بری خصلت کدھر سے آئی؟

فرمانِ نبویؐ

شوال کے چھ روزے

عَنۡ اَبِیۡ اَیُّوۡبَ ؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتۡبَعَهٗ سِتًّا مِّنۡ شَوَّالٍ كَانَ كَصِیَامِ الدَّهۡرِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھ لئے، تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لئے!‘‘

تشریح: اس کا حساب یوں سمجھئے کہ تیس روزے آپ نے رمضان کے رکھے اور چھ شوال میں رکھے، کل 36 روزے ہو گئے۔ ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ہے۔ اس حساب سے 36 کا دس گنا 360 ہو گیا، سال بھر میں 5 دن کے روزے حرام ہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی مہمانی کے دن ہیں۔ یعنی یکم شوال اور 10 تا 13 ذی الحجہ۔ یہ پانچ نکال دیں تو سال کے دن 360 ہوئے پس جس نے 30+6=36 روزے رکھ لئے گویا اُس نے پورا سال روزے رکھے۔ شوال کے یہ روزے آپ لگاتار بھی رکھ سکتے ہیں، اور ایک ایک دو دو کر کے بھی مگر شوال کے مہینے میں رکھنے ضروری ہیں (بعد میں رکھنے سے یہ ثواب نہ ملے گا!)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائے بدر پیدا کر......

''جو جنگ نہیں دیکھ رہا اور جنگ کی چاپ نہیں سن رہا، وہ اندھا اور بہرہ ہے۔'' یہ بات رسوائے عالم اسلام سابق امریکی یہودی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے کہی ہے جو سیاستدان سے بڑھ کر دانشور کی شہرت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کا بدترین دشمن یہ بوڑھا یہودی اب ایک تھنک ٹینک سے منسلک ہے۔ امریکی تھنک ٹینکس اکثر امریکی حکومتوں کے لیے سہولت کار کا رول ادا کرتے ہیں۔ وہ عالمی صورت حال کا تجزیہ کر کے حکومت کو امریکہ کے مفاد میں مشورہ دیتے ہیں۔ جس تھنک ٹینک سے ہنری کسنجر منسلک ہیں وہ اُن تھنک ٹینکس میں سے ہے جو سہولت کاری کے ساتھ ساتھ وقت کی امریکی حکومت کی رہنمائی کرتا ہے۔ عالمی سطح پر بعض اقدام اٹھانے کی حکومت کو ترغیب دیتا ہے۔ اکثر تھنک ٹینکس میں یہودی گھسے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے اور اسرائیل کے مفاد میں کام کرنے کے لیے امریکہ پر دباؤ ڈالتے ہیں اور اس حوالہ سے میڈیا کو خوب استعمال کرتے ہیں۔ اس پس منظر میں ہنری کسنجر کا مذکورہ قول درحقیقت یہ کہنا ہے کہ دنیا پر جنگ مسلط کرو۔ یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی بات کی تان اس پر توڑی ہے کہ جنگ کی صورت میں اسرائیل آدھی دنیا پر قابض ہو جائے گا۔ یہ تجزیہ سے زیادہ خواہش ہے۔ ہماری رائے میں یہ ایک سیاسی دانشور اور جہان بین انسان کا اپنی حکومت کو مشورہ ہے کہ جنگ مسلط کرنے کا سنہری موقع ہے۔ اس لیے کہ جنگ میں صحیح وقت کا تعین انتہائی اہم بلکہ بعض اوقات فیصلہ کن ثابت ہوتا ہے۔

امت مسلمہ جنگ سے خوب آشنا ہے مکہ سے مدینہ ہجرت کیے ابھی صحابہؓ کو صرف ایک سال گزرا تھا، وہ بے سروسامان اور خالی ہاتھ مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ اگرچہ انصار مدینہ نے جس ایثار اور جذبہ اخوت کا مظاہرہ کیا تھا، اُس کی مثال انسانی تاریخ میں نہ اس سے پہلے تھی اور نہ قیامت تک سامنے آنے کی توقع ہے۔ گھر تقسیم کر لیے، مال تقسیم کر لیے حتیٰ کہ یہاں تک ہوا کہ شوہر نے اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کی اُس سے شادی کر دی۔ ایک سال میں ابھی وہ اپنے پاؤں پر صحیح طور پر کھڑے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ 2ھ سترہ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک بدر کے میدان میں قریش مکہ سے جنگ ہوئی۔ قریش کا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا جو کیل کانٹا سے لیس تھا اور جنگ کی نیت سے مکہ سے نکلا تھا۔ جبکہ اسلامی فوج تین سو تیرہ پاک نفوس پر مشتمل تھی۔ مدینہ سے کسی لشکر سے جنگ کا طے کر کے نہ نکلی تھی بلکہ ابوسفیان کے قافلے کو روکنا مقصود تھا۔ چند تلواریں اور نیزے اور چند گھوڑے اس فوج کا کُل اسلحہ تھا۔ قریش مکہ کو ذلت آمیز شکست ہوئی۔ اُس کے 70 افراد جہنم واصل ہوئے جن میں عتبہ بن ربیعہ اور ابوجہل جیسے سردار بھی

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
24 تا 30 رمضان 1438ھ جلد 26
20 تا 26 جون 2017ء شمارہ 25
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زر تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

شامل تھے۔ اس جنگ سے پہلے علاقے میں مسلمانوں کی ایک قوت یا ایک فریق کی حیثیت سے شناخت بھی نہ تھی۔ اس جنگ میں فتح نے مسلمانوں کی حیثیت کو علاقہ میں تسلیم کروایا۔ مسلمان ایک قابلِ ذکر قوت کی حیثیت سے سامنے آئے۔ یہ جنگ اسلام کی عظمت اور سربلندی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس لیے قرآن پاک نے یوم بدر کو ''یوم الفرقان'' قرار دیا۔

مکہ میں آغاز نبوت سے لے کر بعد از ہجرت مسلمانوں کو ایک نصاب کے تحت باقاعدہ تربیت دی گئی۔ وہ نصاب کیا تھا؟ بدترین صورتِ حال میں بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو اور جذباتی ہو کر نظم کی خلاف ورزی کرو اور نہ اپنے حق پر مبنی موقف سے انچ بھر بھی پسپائی اختیار کرو۔ اخلاقی تقاضوں اور شائستگی سے لحہ بھر کے لیے بھی دستبردار نہیں ہونا۔ اس تربیت نے گوشت پوست سے بنے ہوئے انسانوں کو پہاڑی چٹانوں اور آہنی دیواروں سے زیادہ مضبوط بنا دیا۔ گزشتہ پندرہ سو سال میں مسلمانوں نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں جنگیں لڑی ہیں۔ فتوحات بھی حاصل کیں اور شکستیں بھی مقدر بنی۔ اس حوالہ سے آج امت مسلمہ اگر غور کرے تو یہ بات دیوار پر لکھی ہوئی نظر آتی ہے کہ یہ اُمت جتنی اُن تعلیمات کے قریب رہی جو اُس دور میں دی گئیں تھیں، اتنی ہی عزت و منزلت پائی اور جتنی اُن تعلیمات سے دور ہوئی، اُتنی ہی ذلیل و خوار اور رسوا ہوئی۔ یہ محض نظریاتی بات نہیں، اسلامی تاریخ کا سبق ہے لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ عوام سبق سیکھنے کو تیار نہیں اور خواص اس سے آگے بڑھ کر اسلام کے بدترین دشمنوں سے اپنے لیے مدد اور پناہ مانگ رہے ہیں۔ اُن سے اپنے دکھوں کا مداوا چاہتے ہیں۔ اُن سے اپنے اقتدار کے لیے سہارا مانگتے ہیں۔ اُن سے دوستی نبھانے کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔ اُن کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہنری کسنجر دشمنانِ اسلام سے اصلاً یہ کہہ رہا ہے کہ دیر کر کے اپنا نقصان کرو گے جلد مسلمانوں پر جنگ مسلط کر دو۔ وقت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ ہم امت مسلمہ کے ایک ایک فرد سے دست بستہ عرض کریں گے کہ مختلف علاقوں میں کفر عالم اسلام کے خلاف جنگ کا آغاز کر چکا ہے اور کئی مسلمان ممالک اس جنگ کی لپیٹ میں آچکے ہیں آپ ہنری کسنجر کے اصل پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اب وہ عالم کفر کو عالم اسلام پر یکبارگی ٹوٹ پڑنے کا کہہ رہا ہے۔ وہ امت مسلمہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے عالم کفر کو ایک پیغام دے رہا ہے۔ زمینی حقیقت یہ ہے کہ عالم کفر جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر تیار کردہ انتہائی طاقتور اور خطرناک اسلحہ سے لیس ہے جبکہ امت مسلمہ بہت کمزور ہے، قیادت مخلص نہیں اور اکثریت میں دم خم نہیں۔ اس صورت میں دو ہی راستے ہیں: اُن کے آگے ہتھیار ڈال دیں، اُن کے پاؤں پڑ جائیں لیکن تاریخ سپین کا مطالعہ کر لیں یا بغداد کا، دشمن نے پاؤں پڑے مسلمان کو بُری طرح کچل دیا۔ اور ذلت کی موت سے دوچار کیا۔ لہٰذا راستہ ایک ہی ہے مکی اور مدنی زندگی میں دیئے گئے سبق کو تازہ کریں۔ آئیے یہ عزم صمیم کریں کہ مکہ میں کیے گئے صبر اور مدینہ میں دکھائی گئی شجاعت اور بہادری کو مشعل راہ بنائیں گے۔ پہلا کام یہ کریں کہ اللہ اور رسول ﷺ سے اپنے تعلق کو پھر اُستوار کریں۔ رات کے راہب بنیں۔ سونے کو کٹھائی میں ڈال کر اس پر چڑھے میل کچیل کو دور کر کے اسے خالص کر لیں اور قرآن پاک کے حکم کے مطابق خود کو جدید اسلحہ سے لیس کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل سے پاکستان کو ایٹمی قوت بنا دیا ہوا ہے۔ پاکستان آگے بڑھ کر لیڈنگ رول ادا کرے۔ معیشت کو قرض اور سود کی لعنت سے نجات دلائی جائے۔ سیاسی افراتفری اور انتشار ختم کیا جائے۔ امت مسلمہ باہمی انتشار سے نجات حاصل کر کے اتحاد پیدا کرے۔ پاکستان کی ایٹمی چھتری کو تان کر دوسرے شعبہ جات میں دشمنوں کے مقابلے کی تیاری کی جائے پھر اللہ کے دامن سے چمٹ کر اور صرف اُس پر بھروسا کرتے ہوئے ہنری کسنجر کے چیلنج سے نمٹنے کے لیے خود کو تیار کریں۔ اللہ کی آخری کتاب ہمیں یہ خوشخبری دیتی ہے کہ انسانی تاریخ میں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اقلیت نے اکثریت کو شکست سے دوچار کیا۔ امت مسلمہ کے ایک ایک فرد سے دست بستہ درخواست ہے کہ وہ عالمی حالات کا بغور جائزہ لے اور دشمنوں کی طرف سے مسلط کردہ جنگ میں سرفراز اور ظفریاب ہونے کے لیے اسلام کا سپاہی بن کر کھڑا ہو جائے۔ وہ اللہ کا بن جائے، اللہ اُس کا بن جائے گا۔ بندہ اگر اللہ کی طرف چل کر جائے تو اللہ بندے کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظامِ عدل وقسط نافذ کیا جائے۔ اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے۔ مایوسی کفر ہے، اللہ کے سامنے کسی طاقت کی کوئی حیثیت نہیں۔ علامہ اقبالؒ نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

☆☆☆

روزے کے احکام

سورۃ البقرۃ کے 23 ویں رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید ﷾ کے 09 جون 2017ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

حضرات محترم! رمضان کا بابرکت مہینہ جس قدر تیزی سے گزر رہا ہے، اس کا احساس آپ کو یقیناً ہوگا۔ لہٰذا اس احساس زیاں کے ساتھ کہ کہیں ہم نیکیوں کے اس موسم بہار سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے سے رہ نہ جائیں اس ماہ مبارک میں رمضان، حکمت صوم اور صوم اور قرآن کا باہمی تعلق کے موضوعات پر زیادہ سے زیادہ گفتگو ہونی چاہیے کیونکہ یہ تمام چیزیں ہمارے لیے ایک یاددہانی کا ذریعہ بنتی ہیں اور ظاہر ہے یہ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ماہ رمضان کی برکات و انعامات سے بھرپور طریقے سے استفادہ کرسکیں۔ اس ضمن میں سورۃ البقرۃ کا 23 واں رکوع خاص اہمیت رکھتا ہے جس میں رمضان کے روزوں کے تمام احکام کو مفصل انداز میں یکجا بیان کردیا گیا ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ آج کی گفتگو میں اس رکوع کا لفظ بلفظ ترجمہ اور اس کا بنیادی مفہوم آپ حضرات تک پہنچ جائے۔ اس رکوع کی پہلی آیت ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾﴾

''اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوجائے۔''

اس آیت میں روزے کی فرضیت کے ساتھ ساتھ اس کا بنیادی مقصد بھی بیان کردیا گیا کہ روزہ محض بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ اس کا اصل مقصود تقویٰ کا حصول ہے۔ یعنی دن بھر کا روزہ جس میں ہم اللہ کے حکم سے ایک خاص دورانیہ کے لیے حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کرلیتے ہیں ایک طرح کی تربیت ہے تاکہ ہم خود کو اس چیز کا خوگر بنا سکیں کہ ہم اپنی نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرسکیں، خود کو اپنے حیوانی وجود کی گرفت سے نکال سکیں اور اپنی زندگی کو اللہ کے احکامات کے تابع کیا جاسکے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ افضل ترین جہاد اس کا ہے جو اپنے نفس کو کنٹرول کرے۔ یعنی جو اپنے نفس کے حیوانی تقاضوں کو کنٹرول میں رکھے۔ قرآن نے بھی کامیابی کی گارنٹی صرف اسی شخص کو دی ہے: ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ﴾ ''اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے'' ﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾﴾ ''اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔'' (النّٰزِعٰت)

چنانچہ روزہ اس کے لیے تیر بہدف ہے جس میں انسان پورا مہینہ خود کو اس ایکسرسائز سے گزارتا ہے۔

مرتب: ابوابراہیم

روزے کا ایک ظاہری وجود ہے کہ جس میں کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات پورا کرنے سے رکنا ہے لیکن روزے کا باطنی وجود جو اس کا اصل مقصود ہے وہ ہے اللہ سے ڈرنا، گناہوں سے، حرام کاموں سے اور اللہ کی نافرمانی سے بچنا۔ اگر روزے کا مقصود یہ نہیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹی بات بنانا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ محض اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔ (سنن ابی داؤد)

یعنی ہم روزے کی برکات، ثمرات اور انعامات کے حقیقی معنوں میں مستحق تب ہی بن سکتے ہیں جب ہمارا مقصد پرہیزگاری اختیار کرنا اور اللہ کے احکامات کی فرمانبرداری اختیار کرنا ہو۔ ایک حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کردیے گئے اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!''۔ (رواہ البخاری و مسلم)

یہاں اِحْتِسَابًا کا لفظ خود احتسابی کے معنوں میں آیا ہے۔ دوسروں پر تنقید کرنا اور دوسروں میں عیب تلاش کرنا تو بہت آسان ہے، جس کے لیے ہر کوئی تیار رہتا ہے جبکہ اصل مقصد ذاتی احتساب ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا)) (ترمذی) ''اپنا محاسبہ کرلو اس سے قبل کہ تم سے حساب لیا جائے''۔ حدیث میں آتا ہے کہ توبہ کا در کھلا رہتا ہے جب تک کہ موت کے آثار شروع نہیں ہوتے۔ لیکن کیا گارنٹی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق دے گا یا نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کرتے رہا کریں اور اپنی لغزشوں پر اللہ کے حضور توبہ کرتے رہا کریں۔ چنانچہ روزے میں تقویٰ کے حصول کے لیے خود کو احتساب سے گزارنا بھی ضروری ہے۔ یہ غور و فکر کرے کہ زندگی میں جو خلاف شریعت چیزیں آگئی ہیں انہیں دور کرے۔

﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ﴾ ''گنتی کے چند دن ہیں''۔

عرب لغت میں معدودہ کا لفظ تو 10 سے کم کے لیے آتا ہے۔ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے ہر اسلامی مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخ کے روزے مسلمانوں پر فرض تھے۔ رمضان کے روزوں کی

فرضیت کے بعد ان تین روزوں کی حیثیت نفلی روزوں کی ہوگئی۔ عرفِ عام میں انہیں ایامِ بیض کے روزے کہا جاتا ہے اور ﴿اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ﴾ سے مراد یہی تین روزے ہیں۔ رمضان سے پہلے نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرامؓ یہ تین روزے بڑے اہتمام کے ساتھ رکھتے تھے۔ کیونکہ ان کی فضیلت تھی، حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص ایام بیض کے تین روزے رکھے اہتمام کے ساتھ تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

﴿فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ﴾

''پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ تعداد پوری کرلے دوسرے دنوں میں۔''

یہ اصول بعینہٖ وہی ہے جو رمضان کے روزوں کا ہے' لیکن ایام بیض کے روزوں کے حوالے سے ایک رعایت یہ بھی ہے جو رمضان کے روزوں میں نہیں ہے کہ:

﴿وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ﴾

''اور جو اِس کی طاقت رکھتے ہوں (اور وہ روزہ نہ رکھیں) اُن پر فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا کھلانا۔''

آگے فرمایا: ﴿فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ﴾ ''اور جو اپنی مرضی سے کوئی خیر کرنا چاہے تو اُس کے لیے بہتر ہے''۔

یعنی اگر کوئی شخص بہت سے مساکین کو کھانا کھلائے یا اگر وہ بعد میں روزہ بھی رکھے اور مسکین کو کھانا بھی کھلائے تو یہ اس کے لیے بہت اجر وثواب کا باعث ہے۔

﴿وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾﴾

''اور روزہ رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو''۔

یعنی اگر کوئی شخص بیمار بھی نہیں ہے اور نہ ہی سفر میں ہے تو اس کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے۔ بغیر کسی عذر کے روزہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ یہاں تک ایام بیض کے روزوں کے حوالے سے احکامات تھے۔ اب آگے وہ آیت آ رہی ہے جو رمضان کے موضوع پر جامع ترین آیت ہے۔

﴿شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ﴾

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔''

یعنی رمضان کے مہینے کی اصل فضیلت یہ ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا ہے اور اس قرآن سے ہدایت وہی حاصل کریں گے جن کے اندر کچھ تقویٰ ہوگا۔ اس کے برعکس جو اپنے تکبر پر اڑے رہیں اور مخالفت پر کمر کس لیں تو ہدایت سے محروم ہی رہیں گے۔ جیسے ابوجہل نے حضور ﷺ کی زبان سے قرآن سنا تھا لیکن وہ بدبخت محروم رہا۔ جبکہ جن میں تقویٰ تھا انہوں آگے بڑھ کر فوراً لبیک کہا۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے جس شخص کے سامنے اسلام کی دعوت رکھی اس نے کچھ نہ کچھ توقف ضرور کیا سوائے ابوبکرؓ کے۔ ایک لحظہ کا توقف بھی نہیں کیا۔ اسی وجہ سے ہم انہیں صدیق اکبرؓ کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن سے ہدایت وہی حاصل کریں گے جن میں کچھ نہ کچھ تقویٰ ہو اور روزے کا مقصود تقویٰ ہے۔

آیت کے اگلے حصے میں اس ماہِ مبارک میں روزے کی فرضیت کا اعلان کیا جا رہا ہے: ﴿فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ﴾ ''تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے (یا جو شخص بھی اس مہینے میں مقیم ہو) اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے''۔

یعنی اس مہینہ میں روزہ رکھنا ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ ایام بیض کے روزوں میں جو بغیر عذر کے فدیہ دینے کی رعایت تھی' رمضان کے روزوں میں وہ رعایت نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ دل نہیں مان رہا یا کسل مندی کی وجہ سے، یا تھوڑی سی کمزوری ہے تو روزہ نہیں رکھا بلکہ یہاں روزہ لازمی رکھنا ہے۔ البتہ: ﴿وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی

پریس ریلیز 16 جون 2017ء

وزیر اعظم کا فلم انڈسٹری کو مراعات کا پیکج دینا فحاشی اور عریانی کو فروغ دینے کے مترادف ہے

نواز شریف کا J.I.T میں پیش ہونا کوئی بڑا کارنامہ نہیں

جمہوریت صرف ووٹ لینے کا نام نہیں بلکہ احتسابی عمل کا بلا امتیاز جاری رہنا جمہوریت کا لازمی تقاضا ہے

حافظ عاکف سعید

وزیر اعظم کا فلم انڈسٹری کو مراعات کا پیکج دینا فحاشی اور عریانی کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ یہ شیطانیت کو پروموٹ کیا جا رہا ہے۔ حکمران ثابت کر رہے ہیں کہ اسلام دشمنی میں ہم باطل قوتوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) کے کارکن نواز شریف کی J.I.T میں پیشی کو یوں پیش کر رہے ہیں جیسے انہوں نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ مسلمانوں کے اکثر خلفاء اور حکمران قاضیوں کے سامنے پیش ہوئے اور اپنے خلاف ہونے والے فیصلوں کو صدق دل سے قبول کیا۔ آج بھی مغرب میں حکمران تحقیقاتی اداروں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے مسلم لیگ (ن) کی مہم ان کی غیر جمہوری سوچ کی عکاسی کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت صرف ووٹ لینے کا نام نہیں بلکہ احتسابی عمل کا بلا امتیاز جاری رہنا جمہوریت کا لازمی تقاضا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ﴾ ''اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ تعداد پوری کر لے دوسرے دنوں میں۔''

اگر مرض کی نوعیت واقعتاً ایسی ہو کہ روزہ رکھنے سے صحت مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہو یا ڈاکٹر نے منع کر دیا ہو یا کسی ایسے سفر میں ہو جو انتہائی پُر مشقت اور تکلیف دہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعایت ہے اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا بھی ناشکری ہے۔ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا''۔

لیکن یہاں یہ طرفہ تماشا بھی ہمارے ہاں ہوتا ہے کہ نمازوں کے معاملے میں حد درجے غیر محتاط، پڑھی یا نہیں پڑھی لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ روزہ تو غیرت کے لیے چیلنج ہے۔ خواہ 104 درجے کا بخار ہے لیکن روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ حالانکہ نماز ہمارے دین کی عمارت کا مرکزی ستون ہے۔ حضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا)) (ترمذی) ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے ایک نوع کا کفر کیا''۔

اسی طرح سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رعایت آج بھی موجود ہے' لیکن آج کا سفر اُس زمانے کے سفر سے کئی گنا آسان بھی ہے۔ لہٰذا اگر سفر میں مشقت کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھ لینا چاہیے' یہ ناشکری کے ضمن میں نہیں آئے گا۔ فرمایا: ﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ﴾ ''تاکہ تم تعداد پوری کرو'۔

مستحب یہ ہے کہ جیسے ہی آپ صحت مند ہوں فوراً یہ تعداد پوری کر لیں۔ اس لیے کہ اچانک موت آ جائے اور وہ قضاء کیے ہوئے روزے چھوٹ جائیں تو جوابدہی ہو جائے گی۔ یہ اس لیے ضروری ہے تاکہ: ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ﴾ ''اور تاکہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے''۔

تکبیر کے اصل معنی ہیں فی الواقعی اللہ کو بڑا کرنا۔ ایک قولی تکبیر بھی ہے جس کا مطلب ہے زبان سے اللہ اکبر کہہ دینا۔ یقیناً اس کا بھی بڑا ثواب ہے لیکن تکبیر کے اصل معنی اپنے عمل سے فی الواقعی اللہ کو بڑا ثابت کرنا ہیں۔ سب سے پہلے یہ دیکھیے کہ اپنا جو پانچ چھ فٹ کا جسم ہے اس پر اللہ بڑا ہے یا نہیں ہے، اس کے بعد اپنے گھر بار، بیوی بچوں میں اللہ بڑا ہے یا نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر دل کی گہرائیوں سے اللہ کی تکبیر کے لیے کھڑا ہو جائے۔ یعنی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اللہ کے دین کے غلبے، سربلندی اور بالادستی کے لیے تن دل سے کوشش کرے۔ تکبیر کا حق تو اس وقت ادا ہو گا۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں ہے: ﴿وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿١١١﴾﴾ ''اُس کی تکبیر کرو جیسے کہ تکبیر کرنے کا حق ہے۔''

یہ قرآن جیسی نعمت جو الھدیٰ ہے، تمہارے لیے ہدایت اور راہنمائی ہے اس کا تقاضا صرف یہ نہیں ہے کہ بس تلاوت اور مراسم عبودیت تک محدود کر لو بلکہ اس کے ذریعے معاشرے کی اصلاح بھی تمہارے ذمے ہیں۔ اس دین کے احکامات کو نافذ کرنا، بالادست کرنا، اس کے لیے محنت اور کوشش کرنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے تاکہ اللہ کا کلمہ سب سے اونچا ہو جائے، اللہ کا نظام غالب ہو جائے۔ اسی کا حکم سب سے بالا ہو۔ تو گویا جب تک اللہ کا کلمہ، اللہ کا دین سربلند نہیں ہو گا تکبیر کا حق ادا نہیں ہو گا۔

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدامست
یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات

کوئی درویش حجرے میں بیٹھا تسبیح کر رہا ہو اور معاشرے میں شیطان ننگا ناچ رہا ہو، اللہ کے احکامات کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہو، کھلی آنکھوں سے بے حیائی، فحاشی اور عریانی کو نہ صرف tolerate کیا جا رہا ہو بلکہ وہ آپ کے گھروں کے اندر آ چکی ہو تو محض زبان سے اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمدللہ کا ورد کرنے سے اللہ کی کبریائی کیسے ممکن ہو گی۔ اگرچہ آج یہ ہمارے اختیار میں ہی نہیں ہے، باطل کا اس درجے غلبہ ہو چکا ہے کہ اگر آپ حق بات کہیں گے بھی تو دبا دی جائے گی۔ ممکن ہے ٹارچر کیا جائے۔ لیکن کم سے کم اس جانب سفر جاری رکھنا، کوشش کرنا، یہ تو لازم ہے، یہی تکبیر ہے اور یہ اس لیے ضروری ہے کیونکہ یہ اس ہدایت کا تقاضا ہے جو قرآن کی صورت میں ہمیں عطا ہوئی ہے۔

﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٨٥﴾﴾ ''اور تاکہ تم شکر کر سکو''۔ شکر گزاری تب ہی انسان کرتا ہے جب اسے کسی نعمت یا انعام کا احساس اور شعور حاصل ہو جائے۔ قرآن اور رمضان اتنی بڑی نعمت ہیں کہ انسان ان کے لیے اللہ کی شکرگزاری کا حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ زبان سے اللہ اکبر، الحمدللہ، سبحان اللہ کہنا بھی شکرگزاری ہے اگرچہ یہ الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکلیں لیکن اصل میں شکرگزاری یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں اللہ کے احکامات کی فرمانبرداری اختیار کرے۔

آگے فرمایا: ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ ''اور (اے نبی ﷺ) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان کو بتا دیجیے کہ) میں قریب ہوں''۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ تمہارا خالق، مالک، رب بہت دور ہے لہٰذا اس تک رسائی ممکن نہیں ہے اور تم تو گنہگار ہو فسق و فجور کی دلدل میں دھنسے ہوئے ہو، تمہارا تو حق ہی نہیں کہ اس سے ہم کلام ہو سکو۔ قرآن نے ان تمام جاہلانہ تصورات کی نفی کر دی ہے کیونکہ یہ بدترین مذہبی استحصال ہو سکتا ہے کہ درمیان میں واسطے بنا دیے جائیں کہ یہ پیر ہے، یہ پنڈت ہے، یہ پادری ہے، یہ پوپ ہے۔

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

قرآن نے ان تمام واسطوں کو ختم کر دیا اور یہ قربت کا معاملہ اس درجے کا ہے کہ سورۃ الکھف میں فرمایا: ﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾﴾ (ق) ''اور ہم تو اُس سے اُس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں''۔

آگے فرمایا: ﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ ''میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی (اور جہاں بھی) وہ مجھے پکارے''۔

لیکن دعا (پکارنے) کی بھی کچھ شرائط و آداب ہیں۔ اس کا نقشہ نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں کھینچا ہے۔ آپؐ نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کی وجہ سے غبار آلود اور پراگندہ بال ہے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے: اے رب! اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا اور اس کی غذا حرام کی ہے، تو اس کی دعا کیونکر قبول ہو گی؟ (مشکوۃ)

اللہ تو کہتا ہے کہ میں ہر پکارنے والے کی پکار نہ صرف سنتا ہوں' بلکہ اس کا جواب دیتا ہوں، لیکن اس کے لیے دو شرائط ہیں: ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿١٨٦﴾﴾ ''پس انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں' تاکہ وہ صحیح راہ پر رہیں''۔

قبولیت دعا کی بھی بہت سی شکلیں ہیں۔ یہ بھی اپنی جگہ ایک مستقل موضوع ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آپ نے جو مانگا بعینہٖ وہی اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کر دے گا۔ آپ کی دعا اگر قبول نہیں بھی ہوتی تو وہ آپ کے لیے توشۂ آخرت بھی بن سکتی ہے، آپ کے اوپر سے کوئی مصیبت یا ہلاکت ٹال دی جا سکتی ہے۔ لہٰذا اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ پر اپنا ایمان بھی مضبوط ہونا چاہیے اور اللہ کی فرمانبرداری کی زندگی گزارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کثیر کا مستحق بنا دے۔ آمین!

حکمتِ کلیمی 4

20 بگذر از کاؤس و کے اے زندہ مرد — طوفِ خود کُن گردِ ایوانے مگرد

اے زندہ مرد! کاؤس و کیقباد جیسے بادشاہوں سے التفات نہ کر — اپنا طواف کر، کسی شاہی ایوان کے گرد چکر نہ لگا

21 از مقامِ خویش دور افتادۂ — کرگسی کم کن کہ شاہیں زادۂ

تو اپنے (حقیقی) مقام سے دُور جا پڑا ہے — گدھ مت بن کہ تو شاہین زادہ ہے۔

22 مرغک اندر شاخسارِ بوستان — بر مرادِ خویش بندد آشیاں

ایک چھوٹا سا پرندہ (بھی) باغ کی شاخوں میں — اپنی پسند (اور ضرورت) کے مطابق آشیانہ بناتا ہے۔

23 تو کہ داری فکرت گردوں مسیر — خویش را از مرغکے کمتر مگیر

تو کہ آسمان کی سیر کرنے والی ایسی اونچی فکر رکھتا ہے — خود کو اس چھوٹے پرندے سے حقیر نہ بنا۔

24 دیگر ایں نُہ آسماں تعمیر کن — بر مرادِ خود جہاں تعمیر کن

اپنے گردو پیش ان نُو آسمانوں کی دوبارہ اپنی پسند کے مطابق تعمیر کر — اس دنیا کے رہن سہن اور انداز حکمرانی کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال دے۔

25 چوں فنا اندر رضائے حق شود — بندۂ مومن قضائے حق شود

جب انسان رضائے حق میں چھپ جاتا ہے — تو یہ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی قضا اور تقدیر بن جاتا ہے۔

26 چار سوے با فضاے نیلگوں — از ضمیرِ پاکِ او آید بروں

ہر چہار طرف نیلی فضا میں حدنگاہ تک — اس (بندۂ مومن) کے پاک ضمیر کی جھلک سامنے دکھائی دیتی ہے

20۔ اے انسان اگر تجھے معرفت الٰہی اور خداشناسی کا شعور آ جائے تو اس مقام پر پہنچ کر تو (برطانیہ کے صہیونی استعمار اور ایران کے) عظیم بادشاہوں کیکاؤس اور کیقباد کی جھوٹی عظمت کی طرف للچائی نظروں سے نہ دیکھ۔ تاریخ کی گرد نے ان قیصر و کسریٰ کی عظمتوں کو خاک میں ملا دیا ہے اور اب وہ قصہ ماضی ہیں ان کی زندگی میں انسان کے لیے کوئی نمونہ نہیں ہے۔ اپنی خودی پہچان اور قصر سلطانی اور حکومتی ایوانوں (POWER CORRIDORS) کا طواف کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ کر۔

21۔ غیروں کی غلامی میں زندگی گزارنے والے اے مسلمان! تو اپنے حقیقی مقام سے کہیں نیچے گر گیا ہے اور دُور جا پڑا ہے۔ گدھ کی طرح مُردار کھانے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ طرزِ حیات اختیار کرنے سے گریز کر بلکہ تو شاہین زادہ ہے شاہینوں اور بندۂ مومن کی طرح خلیفۃ اللہ فی الارض کی زندگی گزارنے کی تگ و دو کر۔

22۔ کئی نسلوں سے برطانوی صہیونی استعمار کے غلام مسلمان! (تجھے وطن اور آشیانہ کی فکر نہیں) تو دیکھتا نہیں کہ چھوٹا سا پرندہ بھی باغ میں من پسند درخت پر اپنا الگ آشیانہ بناتا ہے اور اپنی مرضی کی زندگی گزارتا ہے۔

23۔ اے مسلمان! (تو آسمانی تعلیمات اور پیغمبر کی لائی ہوئی ہدایت کا علمبردار ہے) تیری منزل اور نصب العین آسمانوں سے بلند ہے تو خدا کا مردِ حق اور اپنے پیغمبر ﷺ کا سپاہی ہے تو اپنے آپ کو ایک پرندے سے بھی کمتر سمجھ رہا ہے۔

24۔ اُٹھو! اور اپنے لیے نیا جہان تعمیر کرو اور اپنے اعلیٰ اہداف کے مطابق نئی زمین اور نئے آسمان تخلیق کر دو اور آسمانوں سے بلند اپنے ہدف کو حاصل کر لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم زمین پر اللہ کا نمائندہ بن کر رہو اور اپنی (یعنی اللہ کی مرضی) کے عین مطابق نئی دنیا، نیا اخلاق، نیا طرزِ حیات، نئے مشاغل اور عفت و عصمت و شرم و حیا والی زندگی کی داغ بیل ڈال دو۔

25۔ یہ حقیقت ہے کہ جب مومن اپنی مرضی اللہ کی مرضی میں گم کر دیتا ہے تو بندۂ مومن ـــ انسان نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ شمشیرِ قضا اور خدنگِ تقدیر بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ دنیا میں انسانی سطح پر بندۂ مومن سے وہی کام لیتا ہے جو تکوینی سطح پر جبرائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام سے لیتا ہے۔ بقول اقبال ؎

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا احتساب

26۔ ایسے مردِ مومن کی حدنگاہ تک پھیلی فضا میں اس کے پاک ضمیر میں اللہ تعالیٰ یعنی خالق ارض و سما کے منصوبوں اور قضا و قدر کے فیصلوں کی تنفیذی شان نظر آتی ہے اور اس کے سرفروشی اور گردن کٹانے کے جذبوں کے ذریعے 'حق' کے منصوبوں اور ارادوں کی جھلک حقیقت کا روپ دھار لیتی ہے۔

بقول اقبال ؎

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پاکستان کا لیلۃ القدر میں وجود میں آنا بلاشبہ ہمارے لیے نیک شگون ہے لیکن جس طرح رمضان کی برکات سے فائدہ نہ اُٹھانا انتہائی بدبختی ہے اسی طرح پاکستان اور لیلۃ القدر کے تعلق کو اگر ہم نہیں نبھاتے تو یہ اتنی ہی بڑی بدشگونی بھی ہوگی: ایوب بیگ مرزا

قطر کا الجزیرہ ٹی وی ان عرب ممالک میں زیادہ کھٹکتا ہے جہاں پر بادشاہتیں ہیں کیونکہ الجزیرہ افغان طالبان، حماس اور الاخوان کا موقف بھی پیش کرتا ہے لہٰذا عرب ممالک کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ قطر ہماری بادشاہتوں کے لیے خطرہ بنے گا: آصف حمید

رمضان کی فضیلت اور اہمیت ، قطر و عرب کشمکش کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: دینی عبادات میں رمضان المبارک کی اہمیت اور فضیلت کیا ہے؟

آصف حمید: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ ”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا“۔ یعنی رمضان کی اصل فضیلت یہ ہے کہ اس میں قرآن پاک اُتارا گیا ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے استقبال رمضان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہے جس کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ مہینہ بہت ہی مبارک اور بہت ہی شاندار ہے۔ اس کی عظمت ایک اور حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور اجر وثواب کی امید کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر وثواب کی امید کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر وثواب کی امید کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!“ (رواہ البخاری ومسلم)

گویا یہ مہینہ مغفرت کی لوٹ سیل کا مہینہ ہے۔ یعنی گناہوں کو معاف کرانے والا مہینہ ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”روزہ اور قرآن (قیامت کے روز) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے ربّ! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکے رکھا‘ تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کے وقت سونے (اور آرام کرنے) سے روکے رکھا‘ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت بندے کے حق میں قبول کی جائے گی (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)۔“ (رواہ احمد، بیہقی)

چنانچہ رمضان کی اہمیت اور عظمت کو قرآن وحدیث میں

مرتب: محمد رفیق چودھری

کھول کر واضح کر دیا گیا ہے تاکہ ہمیں اس کا اندازہ ہو جائے کہ ہمیں رمضان کیسے گزارنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے کی برکتوں کو حاصل کرنے کی توفیق دے۔

سوال: رمضان کی اصل فضیلت یہ ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا۔ اسی طرح پاکستان کا قیام بھی رمضان کی 27 شب کو قائم ہوا۔ رمضان، قرآن اور پاکستان کا باہمی تعلق کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: رمضان کی اہمیت کے حوالے سے میں آصف حمید صاحب کی گفتگو میں کچھ اضافہ کردوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیوں کا ثواب دس گناہ سے لے کر سات سو گنا تک بڑھانے کا وعدہ کیا ہے لیکن روزہ کے بارے میں ایسا نہیں کہا بلکہ روزے کے بارے میں کہا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ یعنی کوئی مقدار مقرر نہیں کی بلکہ بے حد و بے حساب اجر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ بعض لوگ اس حدیث کا ترجمہ یہ بھی کرتے ہیں کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ یعنی روزے کی جزا ایسی ہے کہ اس دنیا میں لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جنت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ایسے ایسے انعامات رکھے ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے ذہن میں ان کا تصور آیا۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو بلاشبہ یہ رمضان المبارک کی 27ویں شب کو وجود میں آیا اور یہ وہ رات ہے جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی۔ اس رات کو پاکستان کا قیام ہمارے لیے بہت نیک شگون ہے لیکن جس طرح رمضان کے بہت سے فوائد حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اسی طرح اگر اللہ کے انعامات کی ناشکری کی جائے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم سے اپنے انعامات چھین لیتا ہے۔ پاکستان کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے اپنے شاگردوں کی مجلس میں یہ فرمایا تھا کہ ملائے اعلیٰ میں یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ پاکستان وجود میں آئے گا۔ یعنی اسلام کے نام پر ایک ملک بنے گا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ اس کی مخالفت کیوں کرتے رہے؟ تو انہوں نے بڑی اچھی بات کہی کہ ہم جو کوشش کرتے ہیں وہ زمینی حقائق کے مطابق ہوتی ہے لیکن اللہ کی مصلحتیں کچھ اور ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ پاکستان بن کر رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ان بزرگان دین نے پاکستان کی مخالفت نہیں کی کیونکہ پاکستان کا تعلق رمضان کے ساتھ ہے لیکن ہمیں ضرورت اس تعلق کو نبھانے کی ہے۔ اگر ہم یہ تعلق نبھاتے نہیں ہیں تو محض اس بنیاد پر کہ پاکستان 27ویں شب کو وجود میں آیا تھا اللہ کے ہاں کوئی Credit کی بات نہیں ہوگی۔

آصف حمید: پاکستان کا قیام معجزانہ تھا۔ یہ کوئی واقعاتی طور پر وجود میں نہیں آیا کیونکہ کیبنٹ مشن پلان کو قائداعظم کسی حد تک قبول کر چکے تھے اور قیام پاکستان کے

بعد سے آج تک اگر دنیوی لحاظ سے دیکھا جائے تو اس کا وجود ممکن نہیں تھا۔ پاکستان کا قیام اللہ کے کسی بڑے حکم کا نتیجہ ہے اور اس کا برقرار رہنا اسی معجزے کا تسلسل ہے۔ جو ملک موٹر سائیکل کا انجن نہیں بنا سکتا تھا وہ نیوکلیئر طاقت بن گیا اور دنیا جہاں کی اینٹی اسلام فورسز پاکستان کی نیوکلیئر طاقت کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہیں لیکن آج تک کامیاب نہیں ہوسکیں۔ حالانکہ ہمارے حکمرانوں نے دشمنوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ آنے والے وقتوں میں پاکستان کا خطہ امت مسلمہ اور اسلام کے احیاء کے لیے کوئی نہ کوئی رول ادا کرے گا۔ ہمیں اس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

سوال : آپ کی باتیں بالکل درست ہیں کہ پاکستان کا قیام اور اس کا بچ جانا معجزہ ہے لیکن آج ہم کیا کر رہے ہیں خاص طور پر ہمارے میڈیا پر کیا ہورہا ہے؟

آصف حمید : ہمارے دشمنوں نے ہمیں عسکری لحاظ سے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا انہوں نے ہمیں اخلاقی لحاظ سے کمزور کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے لیے انہوں نے سب سے بڑا حملہ ہم پر ہمارے اندر سے حیاء کو ختم کرنے کے لیے کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا قول ہے کہ اگر تم میں سے حیاء ختم ہوجائے تو جو جی چاہے کرو۔ دشمنوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ اس قوم کو اخلاقی لحاظ سے مزید گراؤ اور ان کے دلوں سے نبی اکرم ﷺ کی محبت ختم کردو۔ توہین رسالت کا معاملہ چھیڑو، کیونکہ جس دن ان کے دل سے نبی ﷺ کی محبت اور حیاء ختم ہوگئی تو ان کو قابو کرنا بہت آسان ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کی محبت قرآن وحدیث کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ جس میں مسلمانوں کی اکثریت اللہ کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنے کے لیے قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرتی ہے کیونکہ اس ماہ میں شیطان کو بھی قید کرلیا جاتا ہے۔ یعنی اس ماہ میں انسان کا دل نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وقت ٹی وی چینلز پر جو حرکتیں ہورہی ہیں وہ بھی اصل میں اینٹی اسلام فورسز کی چالیں ہیں کہ مسلمان اپنا سارا وقت اس طرح کے کھیل کود میں لگا دیں اور رمضان کی برکات سے مستفید نہ ہوسکیں۔ سیرت النبی ﷺ میں بھی ایسا واقعہ ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ کی دعوت مکہ میں پھیل رہی تو اس کا توڑ کرنے کے لیے مکہ کا ایک سردار نضر بن حارث دوسرے علاقے سے ایک ناچ گانے والی لونڈی کو لایا تھا تاکہ لوگ لہو لعب میں پڑے رہیں اور اسلام کی دعوت پر توجہ نہ دے سکیں۔ یعنی یہ دجالیت کی حد ہے کہ وہ مہینے جس میں لوگوں کو دین کی طرف آنا چاہیے اس مہینے میں لوگوں کو دین کے نام پر ایسی سرگرمیوں میں لگا دیا جائے کہ انہیں سوچنے کا موقع ہی نہ ملے کہ رمضان کیا چاہتا ہے اور نہ یہ سوچیں کہ ہمارے اردگرد کیا ہورہا ہے۔ رمضان **ٹرانسمیشن** کے نام سے جو پروگرام ہورہے ہیں ان میں سب سے بڑا ظلم یہ ہوا ہے کہ ان پروگراموں کو فلمی اداکاروں کے حوالے کر دیا گیا۔ یعنی جو لوگ سارا سال ناچ گانوں میں مشغول رہتے ہیں وہ ایسے پروگرام چلا رہے ہیں جس کا مقصد یہ ہے ان پروگراموں کے ذریعے دین کا کوئی حقیقی پہلو سامنے آ ہی نہ سکے۔ اللہ کا شکر ہے کہ تنظیم اسلامی نے اس کے خلاف لوگوں میں آگاہی کا پروگرام بنایا جس سے بعض لوگ اس سے باز آئے ہیں لیکن اکثریت ابھی تک انہی چکروں میں پڑی ہوئی ہے کیونکہ میڈیا کسی اور کی ڈکٹیشن پر چل رہا ہے اور وہ ڈکٹیشن نہ پاکستان کے حق میں ہے اور نہ اسلام کے حق میں ہے۔

> اس وقت ٹی وی چینلز پر جو حرکتیں ہورہی ہیں وہ بھی اصل میں اینٹی اسلام فورسز کی چالیں ہیں کہ مسلمان اپنا سارا وقت اس طرح کے کھیل کود میں لگا دیں اور رمضان کی برکات سے مستفید نہ ہوسکیں۔

سوال : ان چینلز کے مالک مسلمان ہیں اور انھوں نے ان پروگراموں کو گلوکاروں، اداکاروں اور کرکٹرز کے حوالے کیا ہے۔ کیا یہ دین سے مذاق نہیں ہے؟

آصف حمید : ہماری معاشرت اور ثقافت کو بگاڑنے کے لیے یہودیوں نے باقاعدہ ایک سازش کے تحت کام کیا ہے۔ اسرائیل میں فلم فیسٹیول میں عریانی اور فحاشی پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ یعنی جو چیز وہ دنیا بھر میں اور خاص طور پر مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں وہ خود اس سے بچ رہے ہیں۔ اسلام میں معاشرت اور ثقافت کا معاملہ سرفہرست ہے۔ معاشرت کے احکام قرآن میں بہت تفصیل سے آئے ہیں۔ اس لیے کہ خاندان جو معاشرے کا پہلا یونٹ ہوتا ہے اگر اس میں بے حیائی آئے گی تو ظاہر ہے وہ معاشرے میں اپنا رنگ دکھائے گی۔ چینلوں پر جو بھی پروگرام ہوتے ہیں مثلاً سائنس، سپورٹس وغیرہ کے تو ان میں اس فیلڈ کے ایکسپرٹ بلائے جاتے ہیں تو رمضان کے حوالے سے یہ فارمولا کیوں نہیں اپناتے اور ایسے پروگراموں میں جید علماء کو کیوں نہیں بلاتے۔

سوال : اس میں علماء کرام کا بھی قصور ہے۔ علماء کا بہت بڑا طبقہ ٹی وی پر آنا خلافِ شریعت سمجھتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : یہ بات بھی آپ کی درست ہے لیکن اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، یعنی اداکار اور اداکارائیں وغیرہ ایسے پروگرام کر رہی ہیں تو اس سے دین کا بالکل مذاق بن جاتا ہے کیونکہ وہ بالکل بے بنیاد باتیں کرتے ہیں جن کا دین سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ ایسی باتوں سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور لوگ دین کے قریب آنے کی بجائے مزید دور ہو جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جیتو پاکستان پروگرام جو کھیلوں کی آگاہی کے حوالے سے ہوتا ہے، اسے سال میں کسی وقت بھی چلایا جا سکتا ہے۔ ہمارے دین کی منشا یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں لوگوں کا تعلق قرآن پاک سے جوڑا جائے لیکن اسلام دشمن قوتیں باقاعدہ ایک ایجنڈے کے تحت رمضان میں یہ پروگرام نشر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو قرآن سے اور نماز تراویح سے دور رکھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر ملکی سرمایہ میڈیا کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہیں۔

قطر و عرب کشمکش

سوال : اسی رمضان میں سعودی عرب نے قطر پر پابندیاں لگائی ہیں اس کا پس منظر کیا ہے؟

آصف حمید : جب سے یہ معاملہ چلا ہے مجھے وہ حدیث مبارکہ بار بار یاد آ رہی ہے کہ: ((وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ)) ''عرب کی خرابی ہو اس شر سے جو قریب آ گیا ہے۔'' (صحیح بخاری)

پچھلے دنوں سعودی عرب میں امریکہ عرب اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو بڑے اعزاز سے نوازا گیا تھا۔ اس حوالے سے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس جیسے بدنام صدر کو لے کر آنا ایک بہت بڑے فساد کا پیش خیمہ ہے۔ اس نے وہاں پر آتے ہی قطر کے ایشو کے بارے میں بیان دیا تھا کہ قطر سے عربوں کو سب سے بڑا خطرہ ہے۔ قطر کا hostile میڈیا الجزیرہ ہے کیونکہ یہ میڈیا عربوں کے ناپسندیدہ لوگوں (الاخوان، حماس، افغان طالبان) کی رائے بھی پیش کرتا ہے۔ آج سے پانچ چھ سال پہلے الجزیرہ ٹی وی نے سعودی عرب کی رائیل فیملی کو آڑے ہاتھوں لیا گیا تھا جس کے نتیجے میں سعودی عرب نے اس سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لیے تھے اور اپنا سفیر واپس بلا لیا تھا تو گویا الجزیزہ ان ممالک میں زیادہ کھٹکتا ہے جہاں پر بادشاہت یا اسی

طرح کی کوئی حکومت قائم ہے۔ پھر افغان طالبان، حماس اور الاخوان کے مرکزی دفاتر بھی قطر میں ہیں۔ قطر کے فرمانروا نے ایک بڑا اہم کام یہ کیا کہ اس نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ملک کی باگ دوڑ اپنے بیٹے کے حوالے کر دی اور یہ چیز بھی عرب بادشاہوں کو کھٹکتی ہے۔ قطر کا مزاج ان سے ذرا مختلف ہے لہٰذا ان کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ قطر ہماری بادشاہتوں کے لیے خطرہ بنے گا۔

سوال: سب سے بڑی چارج شیٹ جو دی گئی ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ قطر دہشت گرد تنظیموں کی مدد کرتا ہے؟

آصف حمید : اصل میں افغان طالبان، حماس اور الاخوان امریکہ کے دشمن ہیں۔ اب جب کہ ٹرمپ صاحب تشریف لے آئے اور ہم نے طے کر دیا کہ ہم ایسی فوج بنانے اور ایسا اتحاد بنانے جا رہے ہیں جو مڈل ایسٹ کے اندر امریکہ کے مفادات کو تقویت پہنچائے گا اور اسرائیل سے قریب کرے گا تو گویا امت مسلمہ میں پھوٹ ڈالنے کی سب سے بڑی کوشش اب ہوئی ہے۔ ایران کو الگ کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ ایک اسلامی ملک ہے۔ یعنی divide and rule کی جو پالیسی ہمیشہ سے انگریزوں کی رہی ہے وہ اب عربوں پر آزمائی جا رہی ہے۔

سوال : قطر میں سب سے بڑا فوجی اڈہ امریکہ کا ہے، اس سے تو یہ لگتا ہے کہ امریکہ وکٹ کے دونوں طرف کھیل رہا ہے؟

آصف حمید : یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے۔ جنگ عظیم اول میں یہودیوں نے دونوں طرف اسلحہ بیچا تھا اور اب بھی ٹرمپ کا بیان ہے کہ ہم قطر کو خوبصورت ہتھیار فروخت کریں گے اور وہ وہاں پر کم سے کم ایک سو دس ارب ڈالرز کی انوسٹمنٹ بھی کر کے آ گیا ہے۔

سوال : اُمت مسلمہ کو امریکہ کی یہ دوہری پالیسی کیوں نظر نہیں آ رہی؟

ایوب بیگ مرزا : بہت سیدھی سی بات ہے کہ تمام مسلمان حکمران صرف اس ایک بات پر نگاہ رکھتے ہیں کہ ہمارا اقتدار قائم رہنا چاہیے۔ اس وقت قطر کا جو ایشو کھڑا کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں امریکہ کی نیت بہت خراب ہے۔ کیونکہ اس وقت جتنے معدنی وسائل قطر میں ہیں کہیں اور نہیں ہیں۔ اس وقت اگرچہ ٹرمپ کا رجحان صرف اسلحہ بیچنے کی طرف ہے لیکن امریکہ وہاں نگاہِ بد رکھتا ہے اور آنے والے وقت میں کسی چیز کو بھی بنیاد بنا کر امریکہ وہاں قبضہ کر سکتا ہے۔ البتہ اس حوالے سے ترکی میدان میں آتا نظر آ رہا ہے۔ وہ اس مسئلہ میں اینٹی سعودی بلاک بنانے کی کوشش کر رہا ہے اور خیال یہ ہے کہ اس میں روس اور چین بھی آ جائیں گے۔ اگر یہ صورتحال پیدا ہوئی تو بات کسی عالمی جنگ کی طرف بھی جا سکتی ہے اور اس میں ہوگا یہ کہ عرب مار کھائیں گے جو نہ لڑنا جانتے ہیں اور نہ ان کے پاس اسلحہ استعمال کرنے کی صلاحیت ہے۔

سوال: اس ساری صورتحال میں اس وقت پاکستان کہاں کھڑا ہے؟

آصف حمید :اس وقت پاکستان شدید مشکل میں کھڑا ہے۔ عربوں نے ایک سیمپل کاٹ کے پاکستان اور ترکی کو پیش کیا کہ اگر تم ہم سے نہیں ملے تو پھر ہم آپ کو بتائیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ قطر میں اسی لاکھ پاکستانی ہیں، سعودی عرب کے احسانات ہیں جبکہ دوسری طرف ایران ہے۔ یہ ساری چیزیں مل کر پاکستان کے لیے بہت بڑی مشکل

> پاکستان ایک ایسی دلدل میں پھنس چکا ہے کہ جتنا حرکت کرے گا اتنا ہی دھنستا چلا جائے گا۔ ساکت کھڑا رہے تو شاید بچ جائے۔

کھڑی کر سکتی ہیں۔ یعنی نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کہ نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے۔ یہ بہت خوفناک پوزیشن ہے اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ہمارا میڈیا اس وقت جے آئی ٹیز میں اُلجھا ہوا ہے اور قوم کو شعور دے ہی نہیں رہا۔ پاکستان اگر ایران کے خلاف جاتا ہے تو یہاں پر ایران سے محبت کرنے والی ایک پوری کمیونٹی موجود ہے وہ مضطرب ہوگی۔

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے خلاف ایک باقاعدہ محاذ بنایا جا چکا ہے۔ کابل میں جو دھماکے ہوئے ہیں وہ حقانی نیٹ ورک کے ساتھ جوڑ دیے گئے ہیں جس کے بارے کہا جاتا ہے کہ پاکستان ان کا منبع ہے۔ دوسری طرف قطر کے معاملے میں پاکستان پھنس جائے گا، تیسری طرف ایران سے پاکستان کا پھڈا پہلے ہی ہو چکا ہے۔ انڈیا تو پاکستان کا ازلی دشمن ہے۔ لہٰذا پاکستان بہت مشکل میں ہے۔

سوال:اس حوالے سے پاکستان کے لیے باعزت راستہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ اتنا مشکل سوال ہے کہ اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اس وقت کوئی باعزت راستہ نظر آ ہی نہیں رہا۔ ایک ہی ہے امید کی کرن ہے کہ اللہ پھر کوئی ہمارے لیے راستہ نکال لے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن اللہ تو تب ہی ہماری مدد کرے گا اگر ہم اللہ کی مانیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ کو تو مانتے ہیں لیکن اللہ کی نہیں مانتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے چمٹ جائیں۔ دنیا کی کسی طاقت کو خاطر میں نہ لائیں۔ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں جس کا ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا۔ تاکہ اللہ دشمن قوتوں کے خلاف ہماری مدد فرمائے۔

آصف حمید: پاکستان ایک ایسی دلدل میں ہے کہ جتنا ہلے گا اتنا ہی دھنستا چلا جائے گا۔ ساکت کھڑا رہے تو شاید کچھ بچ جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی خارجہ ٹیم مصالحتوں میں جت جائے کیونکہ مصالحت میں بچت ہے کسی ایک سائیڈ پر ہوتے ہیں تو قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ سے دعا کریں اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح بھی کریں۔ کیونکہ قرآن پاک میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات)

’’اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو۔‘‘

میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی آرمی عالم اسلام کی سب سے طاقتور آرمی ہے۔ پھر پاکستان نیوکلیئر طاقت بھی ہے۔ لہٰذا ہم صلح کرانے کی پوزیشن میں ہیں۔ لیکن ہماری حکومت تو جے آئی ٹی میں الجھی ہوئی ہے۔ بس اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا ہی کرنی چاہیے۔

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ادارہ ندائے خلافت کی جانب سے قارئین کو

عید مبارک

نیز قارئین نوٹ فرمالیں کہ عید الفطر کی تعطیلات کی وجہ سے پریس اور ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنا بریں ندائے خلافت کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

سحر جنہیں نگل گئی.....

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دہشت گردی کے نام پر مسلم دنیا کے خلاف چھیڑی گئی جنگ ایک نئے دور میں داخل ہوگئی ہے۔ بش نے Crusade (صلیبی جنگ) کہہ کر آغاز کیا تھا۔ پاکستان سے اسے مشرف دستیاب ہوگیا تھا۔ افغانستان کو زیروزبر کرنے اور پاکستان کی نظریاتی شناخت کا مثلہ کرنے میں فرنٹ لائن اتحادی تھا۔ یہاں قدم جما کر امریکہ نے عراق پر وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا واویلا (پٹ سیاپا) مچا کر حملہ کیا۔ امریکی میڈیا نے پوری دنیا میں سینہ کوبی کر کے شدید خطرہ جتایا۔ اور بعد ازاں اپنے ڈریکولائی دانت دکھا کر تمسخر اڑاتے ہوئے اعتراف کیا کہ یہ واویلا سراسر جھوٹ تھا! عراق کا تیل لوٹا۔ سنی اکثریت کو ناقابل بیان مصائب میں مبتلا کر کے، فرقہ واریت کی آگ لگا کر رخصت ہوا۔ کٹھ پتلی حکومت بنا کر، ایران کی گود میں عراق ڈال دیا گیا۔ اب اگلی منزل شام تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں، بشارتوں، شہادتوں کی سرزمین۔ رومیوں کے سینے پر مونگ دلنے والے ابو عبیدہ بن جراح ؓ، خالد بن ولیدؓ، صلاح الدین ایوبیؒ کی سرزمین۔ مٹھی بھر علویوں نصیریوں کے نمائندہ باپ بیٹا حافظ الاسد، بشارالاسد نے شامی مسلمانوں پر قافیۂ زندگی چار دہائیوں سے تنگ کر رکھا تھا۔ اس میں مزید بارود بھرنے، کیمیائی، نیوکلیائی اذیتیں بھرنے امریکہ، نیٹو، ایران، روس باری باری اور کبھی یکجا، ٹوٹ پڑے۔ ہجرتوں، شہادتوں کے لامنتہا ابواب کھلے، پلوں کے نیچے سے خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ یاد رہے کہ دہشت گرد پوری دنیا میں صرف مسلمان ہی ہے! بری، بحری فضائی افواج، اسلحہ، بارودوں کے ڈھیر، بم اور ان کی مائیں (مدر آف آل بمبز!) سب گورے اور اتحادیوں کے ہاتھ سے برسے۔ لیکن نہتے نشانہ بنتے عورتیں بچے بوڑھے بھیڑ بکریاں مویشی، سب دہشت گرد تھے جو مارے گئے!

ان تین بڑے میدان ہائے جنگ کے ساتھ برما، بنگلہ دیش، مصر، کشمیر، فلسطین کی خونچکاں کہانیاں، اہل دین پر ظلم وجبر، پکڑ دھکڑ ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ پاکستان امریکی جنگ کی پُراسراریت کا لقمہ بنا۔ الگ ایک آہنی پردے کے پیچھے آپریشن در آپریشن، خون آلود برسوں میں دہشت گردی کے نام پر اپنے آپ سے لڑتا رہا۔ سویلین حکمرانوں کی حالتِ زار دیدنی رہی۔ جوتیوں میں دال بٹتی رہی۔ سیاست دانوں کی مٹی پلید ہوتی رہی۔ یہ بھی طے شدہ عالمی ایجنڈا ہے کہ ایٹمی قوت، دہشت گردی کی جنگ کے ڈالرزدہ ٹکڑوں پر پلے۔ معیشت مضبوط نہ ہونے دو۔ سیاست کو قدم نہ جمانے دو۔ دریا بھارت پی جائے۔ بحران در بحران، طوفان در طوفان کھڑے کئے جاؤ۔ عوام کو 78 چینل مصروف رکھنے کو دے دو۔ اربوں ڈالر اس پر خرچ کر کے، بندر تماشا لگائے رکھنے کا اہتمام رہے۔ حرمت رمضان کے اداکاروں، اداکاراؤں کے ہاتھوں پرخچے اڑا کر دکھاؤ۔ ایمان خریدلو ڈالروں کے عوض۔ عوام کو اپنی اولاد کے لئے نہایت مہنگی، بھوسہ تعلیم کی نذر کر دو۔ تعلیمی ادارے دماغوں میں غلامی کا بھس بھرنے کو (امریکی برطانوی تعلیمی مشیروں، این جی اوز کے ذریعے) گلی گلی کھمبیوں کی طرح اگے پڑے ہیں، کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ! کم وبیش تمام مسلم ممالک کے سیاسی، معاشرتی، تعلیمی، میڈیائی حالات ایسے ہی ہیں۔ باشعور، صاحب ایمان، حریت فکر والے ہر ملک میں دہشت گرد کہلاتے، ٹکو بنائے جاتے، اور شور مچائیں تو زنداں خانوں کی نذر کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک طویل دور بش تا اوباما ہیلری طاری رہا۔ اوباما کا دور ایک ظاہرداری کا پردہ رکھتا رہا، مگر ٹرمپ؟ فقیہ مصلحت بیں کی جگہ اب رند بادہ خوار نے لے لی ہے، جو ہاتھی کے کھانے والے دانتوں کی بتیسی نکالے مشرقِ وسطیٰ میں ڈٹ کر اپنے ایجنڈے پورے کر رہا ہے۔

ابھی مسلمان ٹرمپ کی سربراہی میں ہونے والے اسلامی اتحاد کی بوالعجبی سے نمٹ نہ پائے تھے کہ اگلا مرحلہ قطر کا آ گیا۔ ریاض میں سربراہی کانفرنس اور ٹرمپ کا کردار ذرا دیکھیئے تو، دہشت گردی کے نام پر اکٹھے ہونے والے مسلم سربراہان (مت بھولیے کہ دہشت گردی سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے!) میں نمایاں ترین السیسی، مصر کا غاصب فوجی ڈکٹیٹر بھی تھا، جس نے مقبول عام، پاپولر ووٹ سے منتخب ہونے والی الاخوان المسلمون کی حکومت کو ختم کیا بہیمانہ ظلم، بلڈوزروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی قوت سے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ، دین ودنیا کے علم سے آراستہ قومی نمائندوں کو فوجی عدالتوں کے ذریعے سزائیں اور پھانسیاں سنائی گئیں۔ انہی دنوں 25 اخوانی دہشت گرد قرار دیئے گئے۔ امریکہ اور اسرائیل کی نمائندہ السیسی حکومت کے تحت، عجب کانفرنس تھی، جس میں مسلمان سربراہ تھے، عالمی مسلم کش طاقت کا عیسائی صدر ٹرمپ تھا۔ یہودی علماء کی خصوصی اجازت سے شرکت کرنے والے امریکی حکومت میں اہم کردار کے حامل ٹرمپ کے یہودی داماد اور بیٹی بھی تھے! سیرت ﷺ کے پس منظر میں دیکھئے تو عجب اکٹھ تھا۔ بنو قریظہ، مسلمان اور قیصر روم ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے رقصاں؟ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی! وہاں سے نکل کر جب کچھ حکمران مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ گئے تو اسد اللہ غالب منہ چھپائے کہہ رہے تھے: کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب...... شرم تم کو مگر نہیں آتی! اب جو نیا دور ٹرمپ کی مشرق وسطیٰ پالیسی کا شروع ہوا ہے اس میں شرم بالائے طاق رکھنے کا حکم ہے! نہ ہوا ابوجہل اور نہ ہوا عبداللہ بن ابی...... کہ آٹھ، آٹھ آنسو روتے۔ کہ ایسا اسلام قبول کر کے بھی مقبول عام رہنا ہمارے حصے نہ آیا!

اسلامی اتحاد کا اگلا مرحلہ اب ہمارے سامنے ہے۔ یکا یک قطر محصور، مجبور، مقہور کر دیا گیا۔ مسلم عوام پوری دنیا میں حیران پریشان منہ کھولے بیٹھے ہیں۔ ٹرمپ نے خود ہی راز افشا کرنے میں دیر نہ لگائی: میں نے ہی عرب ممالک سے قطر سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کو کہا تھا! بھلے قطر میں امریکی بیس ہوتی رہے۔ لیکن مسئلہ یہ رہا کہ قطر اس طرح کی مطلوب کٹھ پتلی نہ بن پایا جیسی امریکہ کو درکار تھی۔ چنانچہ دو نوجوان عرب شہزادوں کے ذریعے قطری آزادروی اور خودمختاری، خودداری، شعور کے اظہار کو لگام دینے کے لئے قطر کا ناطقہ بند کرنا ضروری تھا۔ ایران کے ساتھ امریکی نوراکشتی کی سیاست چلتی ہی رہی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں اپنے مذموم مقاصد پورے کرنے کے لیے ایران کے کندھے پر بندوق رکھ کر اگر عربوں کے دل موہ لئے جائیں تو خسارے کا سودا نہیں۔ سو یہی سودا چکایا جا رہا ہے۔

قطر کا گناہ سمجھنے کو الجزیرۃ کی کارکردگی بھی اہم ہے۔ پوری مسلم دنیا کا واحد چینل جو تصویر کا دوسرا رخ دکھانے سے باز نہیں آتا۔ ورلڈ میڈیا مکمل امریکہ کی گرفت میں ہے۔ ایک آنکھ والے کانے دجال کی حقیقی نمائندگی۔ ذرا دیکھیے۔ وہ سیاہ رات جب 8 اکتوبر 2001ء کو امریکہ نے افغانستان پر ملا عمرؒ کی حکومت پر پوری سپر پاوری گھن گرج سے حملہ کیا تھا۔ اس میں اچانک چھپر پھاڑ کر اسامہ بن لادنؒ کی وڈیو اور مؤقف، تصویر کا دوسرا رخ دکھانے والا الجزیرۃ تھا۔ اسے فوراً ہی حق گوئی کی پاداش میں بمباری کر کے تباہ کر دیا گیا۔ مارچ 2003ء میں عراق پر حملے کے بعد یک طرفہ میڈیائی یلغار کے بیچ...... الجزیرہ...... دجالی سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جہاں سے مسلمانوں کو روشنی کی رمق مل رہی تھی۔ یہاں بھی بمباری کر کے الجزیرہ کا گلا گھونٹا گیا۔ مالی کے حالات اور وہاں فرانس، دنیائے مغرب کی یلغار واستحصال پر حقائق الجزیرۃ کی تحقیقاتی رپورٹنگ نے دکھائے۔ شام کے خونچکاں مناظر میں مسلم دنیا الجزیرہ پر سچ کو ڈھونڈتی رہی۔ الاخوان المسلمون، حماس، مسلمانوں کی آواز، مظلوموں کی اشک شوئی قطر نے کرنے کی جسارت کی تھی۔ سو اس کی سزا قطر کو دینا لازم ٹھہرا۔ دجال کی آمد کی تیاری میں یہ سب تو ہوگا! امریکی بی جمالو نے عرب دنیا کو قطر کے پیچھے لگا کر محصور ہونے کا مزہ چکھا کر اب امیر قطر کو فون کیا ہے۔ ٹرمپ نے انہیں وائٹ ہاؤس آنے کی دعوت کے ساتھ منافقانہ مصالحت کی پیش کش فرمائی ہے! سو لکھے سکرپٹ کے مطابق ڈراما چل رہا ہے۔

یمن میں خون بہہ رہا ہے۔ ترکی پر مہاجروں کے ریلے سنبھالنے کی ذمہ داری ہے۔ اندر خانے اٹھائی گئی بغاوت کے ہاتھوں جھلائی حکومت کی پریشانی مزید ہے۔ مقصد مرے صیاد کا یہ ہے کہ ہر مسلمان ملک درہم برہم، تتر بتر کر دیا جائے۔ برسر زمین جنگ رجہاد کا مزہ تو افغانوں نے امریکہ کو چکھا دیا ہے۔ یہ سپر پاور کے بس کا روگ نہیں۔ سو انہیں پاکستان کی طرح سیاسی افراتفری میں مبتلا کر دو۔ مصر کی طرح فوجی چڑھا لاؤ۔ بنگلہ دیش کی طرح عدالتی پھانسیوں سے علاج کرو۔ معاشی کمر توڑنے کو سعودی عرب کی طرح جنگ (یمن) میں جھونکو، گولن زدہ ترکی بنا دو۔ قطر کا علاج تنہائی دے کر کرو۔ اور رہے ہم...... تو...... سحر جنہیں نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں!

☆☆☆

عید کے دن کے مسائل واحکام

مولانا انعام اللہ

نماز عید کی شرائط

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہوں اور ضروریات زندگی بآسانی مہیا ہوں وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے۔

نماز عید کا وقت

عید کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہو جاتا ہے، لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاریاں کر کے بسہولت عید گاہ میں حاضر ہو سکیں۔

نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا

عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے طاق عدد چھوارے یا کھجور کھا کر جانا مستحب ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھا لینا کافی ہے۔ اس موقع پر کسی خاص شیرینی کی تخصیص ثابت نہیں۔

نماز عید گاہ میں پڑھنا

نماز عید شہر سے باہر نکل کر عید گاہ میں پڑھنا سنت ہے۔

عید کی تیاری

عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔

نماز عید سے قبل نفلیں پڑھنا

نماز عید سے قبل گھر یا عید گاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ عورتیں بھی اس دن اشراق اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔

ترکیب نماز عید

نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثناء پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے تین مرتبہ تکبیر کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں۔ اس کے بعد امام سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ ملائے گا۔ پھر رکوع، سجدہ کر کے رکعت مکمل کر لیں۔ دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورۃ پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسب معمول پوری کریں۔

عید کا خطبہ

امام کے لیے عید کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا۔

ایک دوسرے کو مبارک باد دینا

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا جائز ہے۔ تاہم ملنے ملانے اور معانقے میں مسجد کا احترام اور دیگر ضعیف و کمزور لوگوں کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔ اس موقع پر معانقے اور مصافحے کو واجب سمجھنا غلطی ہے۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ اہل حدیث فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 37 سال، تعلیم ایم کام، الہدیٰ سے 2 سالہ تفسیر کورس، صوم صلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0348-6601295 (042)37807657

☆ راجپوت چوہان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم ایم اے سپیشل ایجوکیشن، قد "5'.6، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0308-8691605

☆ اہل حدیث فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 35 سال، تعلیم کیمیکل انجینئرنگ، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار، تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0348-6601295 (042)37807657

رمضان کا آخری عشرہ: جہنم سے نجات

مفتی عبدالرؤف سکھروی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جس پر تند خو مضبوط فرشتے ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں۔''

ماہ مبارک کا آخری عشرہ ہے۔ ہمیں رمضان کے آخری عشرہ کی بہت زیادہ قدر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس کی عبادت کرنے اور خاص طور پر سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر گناہوں کو چھوڑنے کا عہد کرنے کا دن ہے۔ لہٰذا اس دن گڑگڑا کر آہ وزاری کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر میں دھرنا دے کر بیٹھ جائیں اور اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرنے کی سر توڑ کوشش کریں۔

چار کام

سرکار دو عالم ﷺ نے رمضان المبارک میں مسلمانوں کے کرنے کے لیے چار عمل ارشاد فرمائے ہیں۔

(1) کثرت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھنا یعنی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہردم زبان پر لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ کا ورد رکھنا۔

(2) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل سے توبہ استغفار کرتے رہنا۔

(3) اللہ جل شانہٗ سے جنت مانگنا اور تہہ دل سے گڑگڑا کر محتاج بن کر جنت کی درخواست کرنا۔

(4) جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور رو رو کر یہ دعا کرنا کہ اے اللہ! اپنی رحمت سے ہمیں دوزخ سے آزاد فرما۔

جہنم خوفناک ہے

یہ چوتھا عمل دوزخ سے پناہ مانگنے کا بہت ہی اہم اور بہت ہی قابل توجہ عمل ہے۔ ہماری اس کی طرف توجہ نہیں کہ جہنم کیا ہے؟ یہ بڑی خوفناک جگہ کا نام ہے۔ ہم لوگ دنیا میں کچھ ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ بخدا نہ ہمیں عذاب قبر سے ڈر لگتا ہے اور نہ عذاب جہنم سے، ہم پر ایک ایسی بے حسی چھائی ہوئی ہے کہ صبح سے شام تک گناہ کیے چلے جا رہے ہیں، نہ توبہ کرتے ہیں، نہ معافی مانگتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ آخرت سے غافل ہو کر ہم زبردستی اپنے آپ کو جہنم میں دھکیل رہے ہیں تو شاید مبالغہ نہ ہو۔

بہر حال، جہنم کی تھوڑی سی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں از روئے حدیث رمضان کے آخری دن افطار کے وقت یعنی عید کی رات اللہ پاک تقریباً ایک کروڑ مسلمانوں کو دوزخ سے آزاد فرمائیں گے اور یہ تعداد ہمارے سمجھنے سمجھانے کے لیے بتلائی ہے ورنہ اصل مقصود لاتعداد لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا کرنا ہے۔ لہٰذا ایسا نہ ہو کہ رمضان شریف گزر جائے اور ہماری بخشش نہ ہو اور ہم اپنی غفلت کی وجہ سے آزادی حاصل نہ کر سکیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تھوڑا سا جہنم کا حال آپ کے سامنے رکھوں اور اس سے آزادی کا جو طریقہ بتلایا گیا ہے وہ عرض کر دوں۔ ہم میں سے ہر آدمی اپنے کیے کا ذمہ دار ہے جس کا جی چاہے اللہ پاک سے اس کی جنت مانگ لے اور دوزخ سے پناہ مانگ لے۔

ہماری بے حسی

سرکار دو عالم جناب رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بھی سیر فرمائی ہے۔ جہنم کی بھی سیر فرمائی ہے۔ اسی لیے آپ سے بڑھ کر جہنم سے کوئی ڈرانے والا نہیں ہے۔ لہٰذا آپ ؐ نے اپنی امت کو جہنم سے بہت ڈرایا ہے اور آپ نے یہاں تک فرمایا کہ میری مثال ایسی ہے کہ میں تمہیں زبردستی کھینچ کھینچ کر جہنم سے بچاتا ہوں اور تم ہو کہ ہاتھ چھڑا چھڑا کر زبردستی جہنم میں داخل ہو رہے ہو۔

آپ کے جہنم سے بچانے کی کوشش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بتا رہے ہیں کہ دیکھو فلاں فلاں کام گناہ ہیں، یہ بھی گناہ ہے، یہ بھی گناہ ہے اور یہ بھی دوزخ میں لے جانے والا ہے اور یہ گناہ بھی دوزخ میں لے جانے والا ہے۔ یہ کام حرام ہے۔ یہ ناجائز ہے، یہ کبیرہ گناہ ہے، اس سے بچو، اس سے بچو یہ سب جہنم میں اور دوزخ میں لے جانے والے کام ہیں اور باوجود جاننے کے ہمارے کان پر جوں نہیں رینگتی اور پھر دیدہ دانستہ کبائر پر کبائر کا ارتکاب کیے چلے جا رہے ہیں۔ معلوم ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ معلوم ہے کہ یہ ناجائز ہے۔ معلوم ہے کہ یہ خلاف شرع ہے، گناہ کبیرہ ہے، جہنم کا عذاب خوفناک ہے لیکن ماحول کی خاطر، دوستوں کی خاطر، بیوی کی خاطر، بہن بھائیوں کی خاطر، احباب کی خاطر، اپنے آپ کو جہنم میں داخل کرنے والے کام گوارا ہیں۔

جہنم کے سات درجات

ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ اے جبرئیلؑ! جہنم کے جو دروازے ہیں وہ اسی طرح (ایک سطح پر کھلتے) ہیں جس طرح ہمارے مکانات کے دروازے ایک سطح پر کھلتے) ہیں یا اوپر نیچے کھلتے ہیں۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ دوزخ کے دروازے اوپر نیچے کھلتے ہیں اور جہنم سات منزلہ ہے اور ہر دو منزل کے درمیان سات ہزار سال کی مسافت ہے۔ ہر نچلی منزل بنسبت اوپر والی منزل کے زیادہ شدید گرم ہے۔ (اس طرح سب سے زیادہ ہولناک عذاب سب سے نچلی منزل میں ہے۔ اس سے کم دوسری اور اس سے کم تیسری سب سے کم ساتویں منزل میں ہے) آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! یہ ان سات منزلوں میں کون کون سے دوزخی داخل کیے جائیں گے اور رکھے جائیں گے؟ تو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ جہنم کی سب سے نیچے والی منزل میں منافقین کو ڈالا جائے گا۔ اس کے بعد دوسری منزل میں مشرکین کو ڈالا جائے گا۔ تیسری منزل میں صابیوں کو ڈالا جائے گا، قرآن کریم میں ہے یہ بھی ایک کافر فرقہ گزرا ہے۔ غرضیکہ اس میں صابی ڈالے جائیں گے۔ چوتھی منزل میں مجوسیوں کو ڈالا جائے گا یعنی آتش پرستوں کو۔ مجوسیوں کا شعار ہے ڈاڑھی منڈانا اور موٹی موٹی مونچھیں رکھنا۔ اس کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہم بھی ایسا کر کے کن کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور پانچویں منزل کے اندر یہودیوں کو ڈالا جائے گا اور چھٹی منزل میں عیسائیوں کو داخل کیا جائے گا۔ یہاں تک

بیان کر کے حضرت جبرائیلؑ خاموش ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ ساتویں منزل کے بارے میں آپ نے کچھ نہیں بتلایا کہ اس میں کون داخل ہوگا؟ جبرئیلؑ چونکہ آپ کے مزاج اقدس سے واقف تھے کہ آپؐ کو اپنی امت پر بے انتہا شفقت اور ان کی ادنیٰ سی تکلیف آپ کے لیے ناقابل برداشت ہے، اس لیے آگے بیان کرنے سے خاموش ہو گئے۔ دوبارہ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ! ساتویں منزل کے رہنے والوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تو جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ ﷺ پوچھنا ہی چاہتے ہیں تو بتلاتا ہوں کہ اس درجہ میں آپؐ کی امت کے وہ مسلمان جو دنیا میں گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے رہے اور پھر بغیر توبہ کیے مرگئے ان کو اس ساتویں منزل میں داخل کیا جائے گا۔ العیاذ باللہ۔

آپ ﷺ سنتے ہی بے ہوش ہو گئے جب آپ ﷺ ہوش میں آئے تو فرمایا اے جبرئیلؑ تم نے میری مصیبت بڑھا دی اور میرے غم کو زیادہ کر دیا گیا۔ واقعی میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والے اس میں داخل کیے جائیں گے؟ حضرت جبرئیلؑ امین نے عرض کیا کہ ہاں آپ کی امت کے وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں سے توبہ نہیں کریں گے۔ کبائر سے نہیں بچیں گے اور توبہ نہیں کریں گے اور بغیر توبہ کیے مرجائیں گے وہ اس ساتویں منزل میں جہنم کے اندر داخل کیے جائیں گے۔ یہ سن کر آپ ﷺ رونے لگے اور آپ کے ساتھ جبرئیلؑ بھی رونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ تم کیوں روتے ہو تم تو روح الامین ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ میں کسی آزمائش میں اس طرح مبتلا نہ ہوجاؤں جس طرح ہاروت اور ماروت مبتلا ہوئے تھے۔ مجھے اس آزمائش کے خوف نے رلایا ہے۔ پھر اللہ پاک نے وحی بھیجی اے جبرئیل اور محمد ﷺ نے تم کو جہنم سے دور کر دیا ہے لیکن پھر بھی بے خوف نہ رہنا۔

رحمۃ للعالمین سرور کائنات ﷺ تو ہمارے جہنم میں جانے کے غم سے رو رہے ہیں اور ہم کبیرہ گناہ کرنے کے عادی ہو رہے ہیں۔ اب رمضان شریف دیکھیے بالکل کنارے آ لگا ہے۔ ہائے افسوس ہم نے اب بھی خالص توبہ نہ کی۔ لہٰذا جلدی توبہ کریں۔

جہنم سے حق تعالیٰ کی پناہ کا طریقہ

اس جہنم سے ماہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگنے کی تاکید فرمائی ہے کہ رمضان شریف میں تم اللہ پاک سے جہنم کی پناہ مانگو، جہنم سے آزادی مانگو، جہنم سے اپنی گردن آزاد کراؤ، اپنے گھر والوں، دوست احباب، عزیز و اقارب کے لیے گڑگڑا کر جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کرو۔ رمضان کا آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ لہٰذا جلدی توبہ کریں اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہ پر دل میں شرمندہ ہو، دل میں اپنے کیے پر پچھتائے، نادم ہو جائے۔ اس کا دل دکھے کہ ہائے میں نے یہ کیسے گناہ کیا۔ ہائے یہ گناہ مجھ سے کیوں ہو گیا۔ پھر ندامت میں ڈوب کر رونے والے کی سی شکل بنا کر اللہ تعالیٰ سے گڑگڑائے اور اس گناہ کی معافی مانگے اور اس گناہ کو فوراً چھوڑ دے۔ یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ توبہ کی شرائط میں ایک شرط گناہ چھوڑنا بھی ہے۔ پھر یہ عرض کرے کہ میرے اللہ! میں عہد کرتا ہوں کہ میں یہ گناہ نہیں کروں گا، اے اللہ مجھے معاف کر دیجیے یا اللہ مجھ سے درگزر کر دیجیے! اگر آپ نے مجھے نہ بخشا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ توبہ کی اس حقیقت پر اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہم نے اپنے کبائر سے مکمل توبہ کی ہی نہیں۔ رمضان شریف کا رحمت والا عشرہ بھی گزر گیا اور مغفرت والا عشرہ بھی گزر گیا۔ جہنم سے آزادی کا عشرہ کنارے لگنے والا ہے لیکن ہم اب تک اپنے گناہوں سے پوری طرح باز نہیں آئے، جو جس گناہ میں مبتلا ہے وہ زبان سے استغفراللہ، استغفراللہ کہتا ہے لیکن دل میں کوئی تہیہ نہیں ہے اس گناہ کو چھوڑنے کا۔ مثلاً اگر داڑھی مونڈنے کا فعل حرام اور کبیرہ گناہ ہو رہا ہے تو پورا رمضان جاری ہے۔ رمضان کے بعد بھی ہوتا رہتا ہے تو پھر ہم نے کہاں توبہ کی؟ شلوار اگر ٹخنے سے نیچے رکھنے کا فیشن اپنایا ہے تو رمضان شریف گزر رہا ہے لیکن ہماری شلواریں بدستور ٹخنوں سے نیچے چل رہی ہیں۔ اگر ٹی وی دیکھنے کا گناہ اپنا لیا ہے اور ننگی فلمیں دیکھنے کا اپنے کو عادی بنا لیا ہے اور رمضان شریف کے لمحات میں بھی اپنے آپ کو اس لعنت سے نہیں بچایا تو پھر ہم نے توبہ کہاں کی؟ اور آخر ہم توبہ کب کریں گے اگر رمضان شریف بغیر توبہ کے گزر گیا تو جہنم تو سامنے ہے ہی۔

حضور ﷺ کی بددعا کا خطرہ

دوسری طرف یہ خطرہ بھی ہے کہ کہیں سرکار دو عالم ﷺ کی بددعا نہ لگ جائے کہ جس شخص نے رمضان شریف کا مہینہ پایا اور رمضان شریف میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر اور توبہ کر کے اور فرائض و واجبات ادا کر کے اپنی بخشش نہ کر سکا اور اللہ تعالیٰ کو راضی نہ کر سکا تو ایسا شخص تباہ ہو جائے، برباد ہو جائے اور ہلاک ہو جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کے روزہ کے بدلہ میں فاقہ کے سوا کچھ نہیں اور بعض (تراویح میں) رات کو جاگنے والے ایسے ہیں کہ ان کے لیے جاگنے کی مشقت کے سوا (اجر وثواب) کچھ نہیں، اس لیے کہ انہوں نے گناہوں کو نہیں چھوڑا، کبائر سے توبہ نہیں کی۔ رمضان شریف آیا مگر وہ بدستور کبائر میں مبتلا رہے۔ رمضان شریف گزرتا رہا لیکن وہ گناہوں کے چھوڑنے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بعض نے تسبیح تو پڑھ لی۔ استغفراللہ، استغفراللہ کی اور جھوٹ موٹ کچھ توبہ بھی کر لی لیکن روح نے توبہ حاصل نہیں کی۔

خالص توبہ اور چند گناہ

یاد رکھیے! اللہ پاک کے ہاں حقیقت معتبر ہوتی ہے، اللہ پاک اس کو دیکھتے ہیں کہ کس کے دل میں ہمارے گناہوں کو چھوڑنے کی نیت ہے، کس کے دل میں جذبہ ہے، کون سچے دل سے اپنے کیے پر نادم ہے، کم تولنا، کم ناپنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بدنظری کرنا، نامحرم عورتوں کو شہوت کے ساتھ قصداً دیکھنا۔ عید کارڈ جس کے اندر کسی جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہو جیسے کسی عورت یا مرد یا کسی اداکار یا کھلاڑی کی اس میں تصویر ہو۔ ایسے عید کارڈ خریدنا اور بھیجنا سب ناجائز ہیں۔ آپ دیکھیے کہ جس نے تراویح نہیں پڑھی، روزے نہیں رکھے، وہ عید کارڈ بھیجنے کے لیے تیار ہے بلکہ بھیج بھی چکا ہوگا۔ خواتین کو دیکھیے! رمضان شریف آئے لیکن انہوں نے بے پردگی سے کوئی توبہ نہیں کی۔ نہ ان کے باپ نے منع کیا، نہ ان کے بھائی نے، نہ ان کے شوہر نے کہا اور نہ ان کے بیٹوں نے کہا کہ پردہ کر لیجیے۔ ہاں تراویح پڑھ لیں، روزے رکھ لیے لیکن گناہوں کو نہ چھوڑا۔ برا نہ مانیے گا بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ رمضان میں تو انہوں نے گناہوں کو چھوڑ دیا اور تھوڑی سی داڑھی بھی بڑھا لی اور دوسرے گناہوں سے بھی کچھ تھوڑا سا اپنے کو فی الحال بچا لیا لیکن دل میں یہی ہے کہ رمضان جیسے ہی گزرے گا عید کی رات ہی داڑھی کٹائی ہے اور عید کی رات میں ہی

وہ سارے گناہ کرتے ہیں جو رمضان المبارک سے پہلے جاری تھے۔ یہ تو بھائی اللہ پاک کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ توبہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوتی ہے مخلوق کے سامنے نہیں ہوتی اور سچی توبہ کی علامت یہ ہے کہ انسان اس گناہ کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دے۔ تو رمضان شریف گزرنے والا ہے اگر اب تک بھی ہم نے غفلت سے کام لیا ہے تو عرض یہ ہے کہ اب بھی کچھ وقت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ گڑگڑا لیں اور سچی توبہ کر لیں تاکہ حضور ﷺ کی بددعا سے بھی بچ جائیں اور اس ہولناک جہنم سے بھی بچ جائیں اور اپنے ظاہر کو بھی شریعت کے مطابق بنا لیں، اپنے اخلاق شریعت کے مطابق اپنا لیں۔ اپنے اعمال کو سنوار لیں اور جن کبائر میں آج دنیا ڈوبی ہوئی ہے اور ہم بھی ان میں مبتلا ہیں ان سے بچیں اور اپنی جانوں پر رحم کھائیں۔ توبہ سے انسان جہنم سے بچتا ہے اور فرائض و واجبات ادا کرنے سے جنت کا مستحق بنتا ہے۔

گناہوں سے بچنا ضروری ہے

اگر ہم نے روزے رکھ لیے ہیں، تراویح پڑھ لی ہیں، زکوٰۃ دیدی ہے۔ عمرہ کر لیا ہے، حج کر لیا ہے تو ایک پہلو ہم نے پورا کر لیا ہے لیکن دوسرا پہلو جو اس سے بھی اہم ہے وہ باقی ہے۔ جس سے نہ بچنے کی صورت میں جہنم میں جانے کا شدید خطرہ ہے تو خدا کے لیے اب بھی کچھ وقت باقی ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ آخری عشرہ میں جتنا ہو سکے مسجد میں دھرنا دے کر بیٹھ جائیں کہ یا اللہ! آج ہم آپ کے گھر سے اپنی بخشش کا پروانہ لے کر اٹھیں گے۔ آج ہم اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کر کے اٹھیں گے۔ بندے کی ذرا سی ندامت اور دل میں یہ تہیہ ہو کہ میں آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا کچھ بھی ہو جائے میں یہ گناہ نہیں کروں گا اور یہ بھی کہہ دیں کہ یا اللہ! اگر غلطی سے ہو بھی گیا تو پھر توبہ کر لوں گا اور یہ بھی عرض کر دیں کہ یا اللہ! مجھے اتنی قوت دے دیجیے اور اتنا حوصلہ عطا فرما دیجیے کہ آج کی سچی توبہ پر مرتے دم تک قائم رہوں۔ یا اللہ! میرا ماحول اور میرے دوست اعزہ اور اقرباء مجھے دوبارہ اس گناہ کی طرف مائل نہ کر دیں۔ میں کمزور ہوں، میں آپ سے مدد چاہتا ہوں۔ مگر کوئی دل سے چاہے تو سہی، دل میں ندامت تو ہو، شرمندگی تو ہو۔

گناہ کو گناہ نہ سمجھنا

اب تو ہماری یہ بدترین حالت ہے کہ گناہ در گناہ کر رہے ہیں لیکن گناہ کو گناہ نہیں سمجھ رہے۔ جتنے گناہ میں نے آپ کے سامنے بیان کیے ہیں آپ سو آدمیوں سے پوچھیں گے تو ننانوے لوگ غالباً ایسے ہی ملیں گے جو کہیں گے کہ یہ تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ سب چلتا ہے۔ یہ ایمان شکن جملہ ہے۔ قیامت میں معلوم ہوگا کہ چلتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح یہ جملہ کہ اس میں کیا حرج ہے، یہ بھی بہت خطرناک ہے۔ اس میں یہی تو حرج ہے کہ دنیا کی خاطر ہم اتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کریں اور رمضان بھی گزار دیں اور پھر بھی ہم تائب نہ ہوں حالانکہ اس کا انجام جہنم ہے۔ اس لیے آخری عشرہ میں دھرنا دے کر بیٹھ جائیں اور سچی توبہ کر کے اٹھیں اور سچی توبہ کرتے ہی ان شاءاللہ جب ان سے مدد مانگیں گے تو وہ مدد بھی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مانگنے والوں کی ضرور مدد فرماتے ہیں جب مدد مانگیں گے تو ضرور ان کی نصرت آئے گی اور ان شاء اللہ استقامت نصیب ہوگی اور گناہوں سے بچنا آسان ہوگا۔

گناہوں سے بچنا آسان ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ بذاتِ خود گناہ سے بچنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ سب ہم نے مشکل بنا رکھا ہے۔

جو آسان سمجھو تو آسانیاں ہیں
جو دشوار سمجھو تو دشواریاں ہیں

آخر میں حضرت مجذوبؒ کی ایک رباعی یاد آئی ہے وہ سناتا ہوں

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا
تو بدمستیوں میں جوانی گنوائی
جو اب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا
تو بس یوں سمجھ زندگانی گنوائی

توجہ الی اللہ

بھائی! یہ زندگانی ختم ہونے والی ہے نہ جانے کس وقت موت واقع ہو جائے، اس لیے ہوش میں آ جانا چاہیے اور اللہ پاک کو ناراض رکھنا بہت خطرناک چیز ہے، ہم میں سے کوئی بھی اللہ پاک کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا اور اس کی ناراضگی گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آتی ہے اور ان کی رضا مندی فرائض وواجبات وغیرہ کے ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے ہم سب یہ تہیہ کر لیں اور عصر سے لے کر مغرب تک اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں، روتے رہیں، گڑگڑاتے رہیں، معافی مانگتے رہیں۔ شاید ہمارا یہ آخری رمضان ہو اور جس وقت یہ رمضان رخصت ہو رہا ہو تو شاید ہمیں بھی مغفرت کا، بخشش کا اور جہنم سے آزادی کا پروانہ مل جائے۔ اللہ پاک ضرور ہم پر اپنا کرم فرمائیں اور اپنے فضل سے ہم کو دوزخ سے آزاد فرمائیں اور جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ آمین!

☆☆☆☆

ضرورت ہے

مرکز تنظیم اسلامی "دارالاسلام" چوہنگ، لاہور میں ایک عدد الیکٹریشن + پلمبر کی بطور مستقل ملازم کی ضرورت ہے۔ معقول تنخواہ کے ساتھ فری رہائش اور کھانا دیا جائے گا۔

برائے رابطہ: عمران چشتی: 0300-9487080
0321-9487080

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلستان جوہر 2 کے رفیق ذاکر حمید انصاری کے والد وفات پا گئے
برائے رابطہ: 0333-2277332

☆ ملتان غربی کے رفیق محمد اسحاق انصاری کے والد وفات پا گئے۔ رابطہ: 0300-6324091

☆ پروفیسر عبداللہ شاہین صاحب کی ہمشیرہ کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا

☆ ہارون آباد غربی کے نقیب ماسٹر ناصر محمود کے چچا وفات پا گئے۔ رابطہ: 0345-7058532

☆ حلقہ پنجاب شرقی، فورٹ عباس کے ملتزم رفیق عبدالصمد انجم کے سسر وفات پا گئے۔
برائے رابطہ: 0345-7063227

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ٹاؤن شپ، لاہور کے رفیق عزیز الرحمٰن (رفقاء حبیب الرحمٰن، عتیق الرحمٰن کے بڑے بھائی) روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو گئے ہیں۔
رابطہ 0305-4404995

☆ تنظیم اسلامی ٹاؤن شپ کے سینئر رفیق محمد اکرام کے بیٹے روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

The Qatar-Saudi Rift is Part of a Bigger Picture

Trump's West Asia tour has made the prospect of engagement and dialogue very remote. The region needs a strong dose of statesmanship and good sense for peace prospects to be revived.

US President Donald Trump made two West Asian countries his first foreign destinations as president. In Riyadh, Saudi Arabia, he participated in three summit meetings – a bilateral with the Saudi ruler, King Salman bin Abdulaziz; a meeting with the leaders of the Gulf Cooperation Council (GCC); and a third meeting with the leaders of the Islamic world, described as the "Arab-Islamic-US Summit". From Riyadh, he went to Israel where he visited Jerusalem and the West Bank.

Ten days later, the region presents a picture of disarray, the most visible aspect of it being the rising tension between Qatar on the one hand and Saudi Arabia and other sheikhdoms on the other.

The tour produced several speeches, statements, agreements and press conferences, which, taken together are being described as a "Trump Doctrine" for the Middle East and West Asia. This nascent doctrine asserts that the US will be actively involved in the war against 'extremist ideology and organizations' in the region and those who back them, that in this war it will work with its Saudi-backed allies in the "Islamic Military Alliance to Fight Terrorism" (or IMAFT, also described as a "Sunni Arab NATO"), and that it will robustly confront Iran's ideological, political and hegemonic ambitions across West Asia. The subtext in this approach is the possibility of the anti-Iran Sunni alliance being bolstered by the participation of Israel.

"Trump Doctrine" for Middle East and West Asia

The Saudi-US joint statement clearly set out this position. The two countries announced a "joint strategic vision" and pledged to pursue a new strategic partnership for the 21st century. They then acknowledged the need for "a robust, integrated regional security architecture" and agreed "to expand engagement with other countries in the region over the coming years and to identify new areas of cooperation".

They had full understanding on Iran; they agreed on "the need to contain Iran's malign interference in the internal affairs of other states, instigation of sectarian strife, support of terrorism and armed proxies, and efforts to destabilize the countries in the region." They "stressed that Iran's interference poses a threat to the security of the region and the world, and that the nuclear agreement with Iran needs to be re-examined in some of its clauses". They also accepted that Iran's ballistic missile program poses a threat, not only to neighboring countries, but also is a direct threat to the security of all countries in the region as well as global security."

This consensus defines the strategic framework that has now been put in place in the Middle East and West Asia by the US and its regional partner, Saudi Arabia. The other participants at the other two summits were then only required to endorse this framework and pledge their participation in it.

Hezbollah head Hassan Nasrallah has perceptively noted that "there was only one summit (in Riyadh), Saudi Arabia and the United States, that is, between President Trump and King Salman, and the accompanying delegations".

Trump reflected this Saudi-US consensus in his address to the assembled Muslim leaders. He urged them to confront extremism, describing it as a "battle between good and evil"; he went on to clarify: "That means honestly confronting the crisis of Islamist extremism and the Islamist terror groups it inspires. And it means standing together against the murder of innocent Muslims, the oppression of women, the persecution of Jews,

and the slaughter of Christians." He called for a "coalition of nations" to combat the scourge of extremist violence.

He also blamed Iran for the carnage in Syria and as a sponsor of terror. He called on his audience to isolate Iran, and, just days after the Rouhani victory in the Iranian presidential elections, he sought regime change in Iran as he "pray(ed) for the day when the Iranian people have the just and righteous government they deserve".

The catch is that this "bilateral consensus" was founded on a bargain, commercial on one side and political on the other. Saudi Arabia signed contracts for US defence supplies valued at $110 billion, with the indication that this could reach $350 billion in ten years. The Kingdom also gave American companies energy and industry development contracts of about $40 billion, and agreed to invest another $20 billion in the upgradation of infrastructure in the US, all of which would create a million US jobs directly and "millions" indirectly.

In return, Trump asserted his commitment to "principled realism," which meant: "we are not here to tell other people how to live, what to do, who to be, or how to worship. Instead, we are here to offer partnership – based on shared interests and values – to pursue a better future for us all." Trump thus pledged that he would not embarrass the Kingdom and his other Arab partners with references to human rights, democracy, transparent and accountable governance, and status of women and minorities.

In Israel, Trump affirmed the unshakeable bonds between the US and Israel, and assured both Israeli and Palestinian leaders that he would promote the peace process. He also attacked Iran and assured Israel that Iran would not acquire the nuclear weapon while he was president. However, he did not provide any details of the content, direction and time-line of his peace effort nor did he criticize the expansion of Israeli settlements in the West Bank or refer to Palestinian rights and their state.

After his visit, the US has said that its embassy in Israel will not shift to Jerusalem for the time being. This is of little comfort to the Palestinians or other Arabs since they expect that Trump will now demand a high price for this "restraint", including first steps to normalize ties with Israel.

The stakes of Trump's visit and the Qatar-Saudi rift are astronomical. The entire region of the Middle East and West Asia is now under siege by Muslim nations standing as enemies of other Muslim nations, while the enemies of Islam in the Middle East, North America and Western Europe rub their hands in excitement. What better way to instill a narrative among Muslim nations than to make them believe that there are "black sheep" amongst their own ranks and those 'rouge' nations need to be eliminated in order to restore 'order'. The weakening of Arabs at their own hands – a recipe for destruction.

<u>Written by</u>: ***The Nida e Khilafat Editorial Team***

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ“ میں

09 تا 15 جولائی 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

14 تا 16 جولائی 2017ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء
اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 055-3891695 / 0300-7478326 / 0300-7446250

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

لیلۃ القدر اور پاکستان

رمضان المبارک کی ستائیس تاریخ کو جب ملک خداداد پاکستان معرض وجود میں آیا تو وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ آج ستر سال بعد پھر رمضان المبارک کی ستائیس تاریخ کو جمعۃ المبارک ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ستائیس رمضان المبارک کی شب کے بارے میں گمانِ غالب ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے۔ یعنی وہ اہم شب جس میں اللہ رب العزت سال بھر کے لیے اہم ترین فیصلے صادر فرماتے ہیں۔ پاکستان اُس خطہ میں وقوع پذیر ہے جس طرف سے نبی اکرم ﷺ کو ٹھنڈی ہوا آئی تھی۔ پاکستان علامہ اقبالؒ کا خواب اور اُن کی طرف سے مسلمانان ہند کو بشارت تھی۔ علامہ اقبالؒ کے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے تقسیم ہند سے پہلے ایک سو سے زائد تقاریر میں اور پاکستان کے قیام کے بعد (تیرہ ماہ میں) اپنی چودہ تقاریر میں پاکستان کے بارے میں واضح طور پر فرمایا تھا کہ یہ ایک اسلامی فلاحی ریاست ہوگی۔ 11 راگست 1947ء کی تقریر کے ایک جملے کو جواز بنا کر ہمارا اسیکولر اور لبرل طبقہ جو کچھ کہتا ہے اس کے بارے میں برطانوی نژاد مسلم خاتون سلینہ کریم نے برٹش لائبریریوں میں تحقیق کی اور ''سیکولر جناح اینڈ پاکستان'' نامی کتاب میں ثابت کیا کہ یہ سب جھوٹ اور من گھڑت ہے۔

برادران اسلام آج ہمارا پاکستان اندرونی اور بیرونی خطرات میں بُری طرح گھرا ہوا ہے۔ حکمرانوں نے ایک سازش کے تحت اس کی پیٹھ پر اربوں ڈالر کے قرضے لاد دیے ہیں۔ افغانستان میں قابض اور مسلط امریکہ افغان طالبان کے ہاتھوں عبرت ناک شکست اور اپنی دوسری ناکامیوں کا ملبہ پاکستان پر ڈال کر پاکستان کے خلاف عملی کاروائی کے لیے پر تول رہا ہے۔ امریکہ اور یورپ ایک طے شدہ اور سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق دہشت گردی کو اسلام سے جوڑ رہے ہیں۔ اس حوالہ سے بھی پاکستان اولین ہدف ہے۔ ہمارا ازلی دشمن بھارت ہمیں نقصان پہنچانے بلکہ صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے ہر وقت تاک میں رہتا ہے۔ ان ہی دشمنوں نے مختلف چالیں چل کر ہمارے ہمسایہ ملک ایران کو بھی ہمارا دشمن بنا دیا ہے۔ اندرون ملک حکومت اور اپوزیشن ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔ ہاتھیوں کی اِس جنگ میں بیچارے عوام کچلے جا رہے ہیں۔ وہ اقتدار کی پتنگ لوٹنے کے لیے ہمارے پیارے پاکستان کو تار تار کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ اس صورت حال میں ہر باشعور اور محبِّ وطن پاکستانی پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے' پھر یہ کہ وطن عزیز پاکستان کو ان گھمبیر مسائل سے کیسے نکالا جا سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک پاکستان کو مشکلات سے نکالنے اور اُسے اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ سے کیے گئے وعدہ کے مطابق اسے حقیقی معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے۔

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

تنظیم اسلامی

www.tanzeem.org

امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

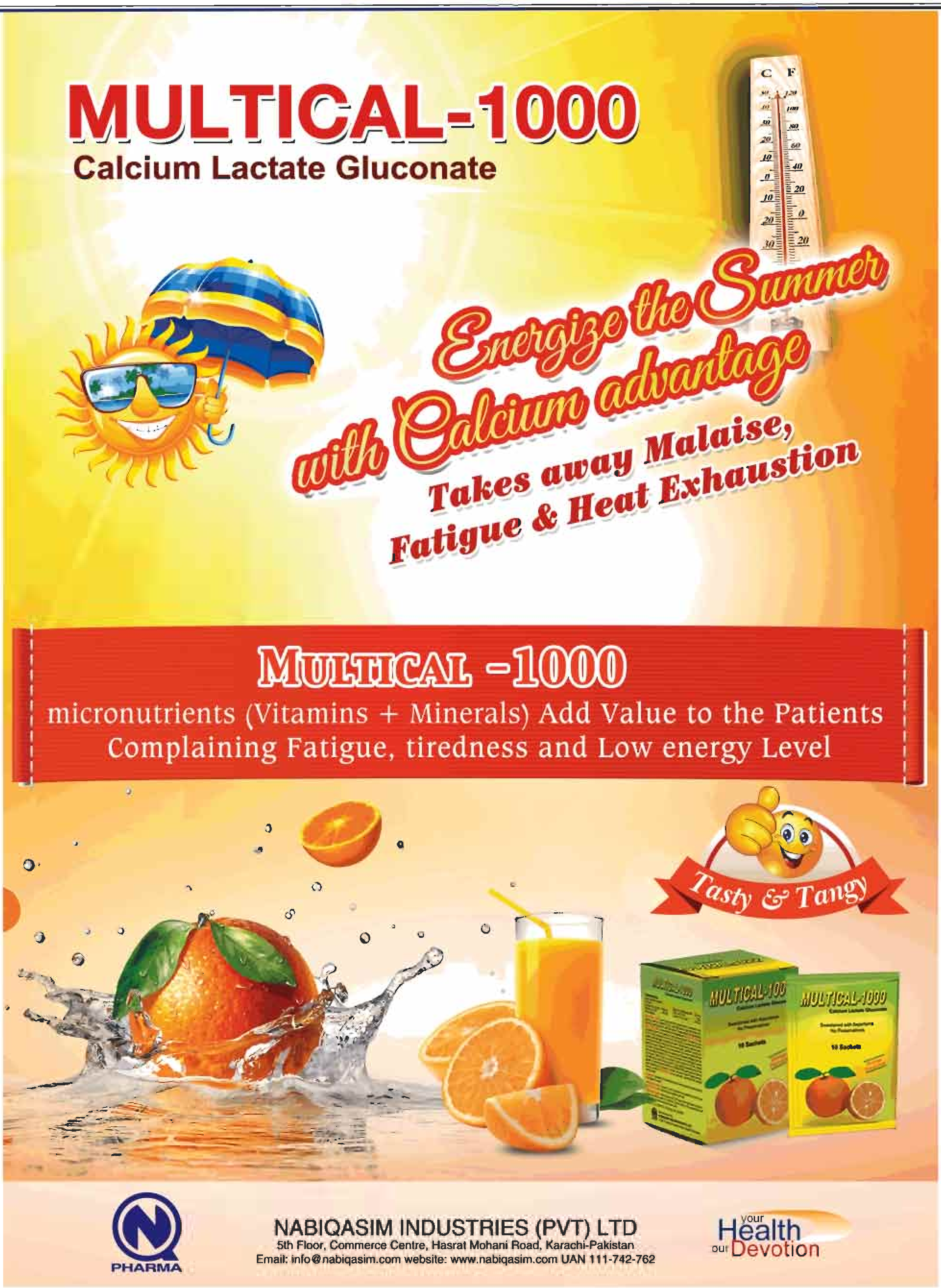
MULTICAL-1000
Calcium Lactate Gluconate
Energize the Summer with Calcium advantage
Takes away Malaise, Fatigue & Heat Exhaustion
MULTICAL -1000
micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level
Tasty & Tangy
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion